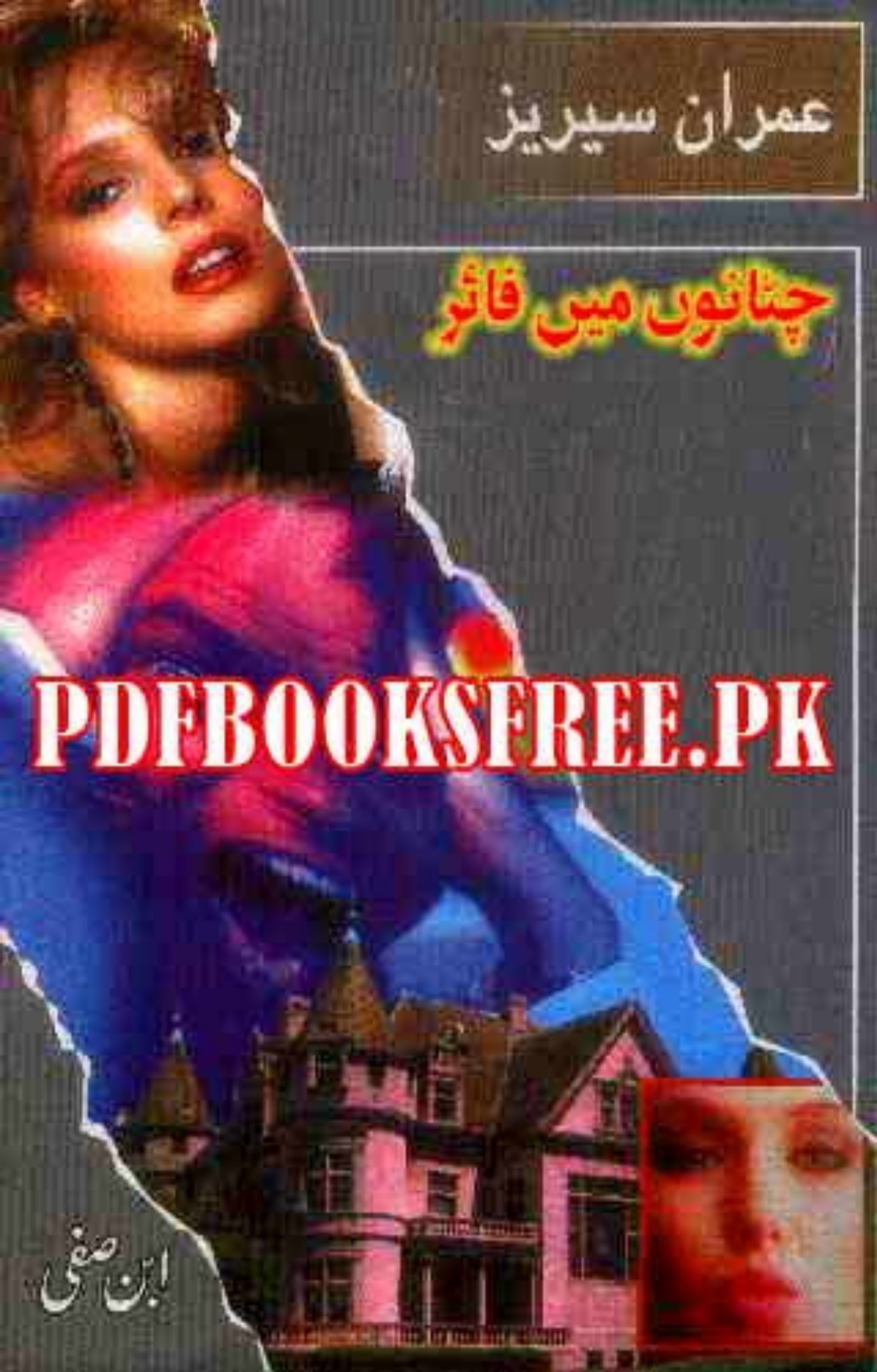

عمران سیریز

چٹانوں میں فائر

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 2

چٹانوں میں فائر

(مکمل ناول)

کرنل ضرغام بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔

یہ ایک ادھیڑ عمر کا قوی الجثہ اور پر رعب چہرے والا آدمی تھا! مونچھیں گھنی اور نیچے کی طرف ڈھلکی ہوئی تھیں!.... بار بار اپنے شانوں کو اس طرح جنبش دیتا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ اس کا کوٹ شانوں سے ڈھلک کر نیچے آ جائے گا۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی۔ وہ کم از کم ہر دو منٹ کے بعد اپنے شانوں کو اس طرح ضرور جنبش دیتا تھا!.... اس نے دیوار سے لگے ہوئے کلاک پر تشویش آمیز نظریں ڈالیں اور پھر کھڑکی کے پاس کھڑا ہو گیا۔

تیسرے ہفتہ کا چاند دور کی پہاڑیوں کے پیچھے سے ابھر رہا تھا.... موسم بھی خوشگوار تھا اور منظر بھی انتہائی دلکش!.... مگر کرنل ضرغام کا اضطراب!---وہ ان دونوں سے بھی لطف اندوز نہیں ہو سکتا تھا۔

اچانک وہ کسی آہٹ پر چونک کر مڑا.... دروازے میں اس کی جوان العمر لڑکی صوفیہ کھڑی تھی۔

"اوہ ڈیڈی.... دس بج گئے.... لیکن....!"

"ہاں.... آں!" ضرغام کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "شاید گاڑی لیٹ ہے۔"

"وہ کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا! صوفیہ آگے بڑھی اور اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

لیکن کرنل ضرغام بدستور باہر ہی دیکھتا رہا۔

"آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔" صوفیہ آہستہ سے بولی۔

"اف فوہ!" کرنل ضرغام مڑ کر بولا۔ "میں کہتا ہوں کہ آخر تمہاری نظروں میں ان واقعات کی کوئی اہمیت کیوں نہیں۔"

"میں نے یہ کبھی نہیں کہا!" صوفیہ بولی۔ "میرا مطلب تو صرف یہ ہے کہ بہت زیادہ تشویش کرکے ذہن کو تھکانے سے کیا فائدہ۔"

"اب میں اسے کیا کروں کہ ہر لحظہ میری الجھنوں میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔"

"کیا کوئی نئی بات۔" صوفیہ کے لہجے میں تحیر تھا!

"کیا تم نے کیپٹن فیاض کا تار نہیں پڑھا۔"

"پڑھا ہے! اور میں اس وقت اسی کے متعلق گفتگو کرنے آئی ہوں۔"

"ہوں! تو تم بھی اس کی وجہ سے الجھن میں مبتلا ہو گئی ہو۔"

"جی ہاں!.... آخر اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک ایسا آدمی بھیج رہا ہوں جس سے آپ لوگ تنگ نہ آگئے تو کافی فائدہ اٹھا سکیں گے.... میں کہتی ہوں ایسا آدمی ہی کیوں جس سے ہم تنگ آ جائیں---! اور پھر وہ کوئی سرکاری آدمی بھی نہیں ہے۔"

"بس یہی چیز-- مجھے بھی الجھن میں ڈالے ہوئے ہے۔" کرنل نے کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آخر وہ کسی قسم کا آدمی ہے! ہم تنگ کیوں آ جائیں گے۔"

"انہوں نے اپنے ہی محکمہ کا کوئی آدمی کیوں نہیں بھیجا۔" صوفیہ نے کہا۔

"بھیجنا چاہتا تو بھیج ہی سکتا تھا! لیکن فیاض بڑا با اصول آدمی ہے۔ ایک پرائیویٹ معاملے کے لئے اس نے سرکاری آدمی بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔"

۲

کرنل ضرغام کے دونوں بھتیجے انور اور عارف ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کی آمد کے منتظر تھے! محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض نے ان کے چچا کی درخواست پر ایک آدمی بھیجا تھا جسے وہ لینے کے لئے اسٹیشن آئے تھے! گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔

ان دونوں نے بھی کیپٹن فیاض کا تار دیکھا تھا اور آنے والے کے متعلق سوچ رہے تھے!

یہ دونوں جوان، خوش شکل، سمارٹ اور تعلیم یافتہ تھے۔ انور عارف سے صرف دو سال بڑا تھا۔ اس لئے ان میں دوستوں کی سی بے تکلفی تھی اور عارف، انور کو اس کے نام ہی سے مخاطب کرتا تھا۔

"کیپٹن فیاض کا تار کتنا عجیب تھا۔" عارف نے کہا۔

"اس کم بخت ٹرین کو بھی آج ہی لیٹ ہونا تھا!" انور بڑبڑایا۔

"آخر وہ کس قسم کا آدمی ہوگا!" عارف نے کہا۔

"اونہہ! چھوڑو ہوگا کوئی چڑ چڑا، بد دماغ۔" انور بولا "کرنل صاحب خواہ مخواہ خود بھی بور ہوتے ہیں! اور دوسروں کو بھی بور کرتے ہیں۔"

"یہ تمہاری زیادتی ہے۔" عارف نے کہا۔ "ان حالات میں تم بھی وہی کرتے جو وہ کر رہے ہیں۔"

"ارے چھوڑو--! کہاں کے حالات اور کیسے حالات.... سب ان کا وہم ہے میں اکثر سوچتا ہوں ان جیسے وہمی آدمی کو ایک پوری بٹالین کی کمانڈ کیسے سونپ دی گئی تھی.... کوئی تک بھی ہے۔ آخر گھر میں بلیاں روئیں گی تو خاندان پر کوئی نہ کوئی آفت ضرور آئے گی.... الو کی آواز سن کر دم نکل جائے گا! اگر کھانا کھاتے وقت کسی نے پلیٹ میں چھری اور کانٹے کو کراس کر کے رکھ دیا تو بدشگونی!.... صبح ہی صبح اگر کوئی کانا آدمی دکھائی دے گیا تو مصیبت!"

"اس معاملہ میں تو مجھے ان سے ہمدردی ہے۔" عارف نے کہا۔

"مجھے تاؤ آتا ہے؟" انور بھنا کر بولا۔

"پرانے آدمیوں کو معاف کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"یہ پرانے آدمی ہیں۔" انور نے جھنجھلا کر کہا۔ "مجھے تو ان کی کسی بات میں پرانا پن نہیں نظر آتا۔ سوائے ضعیف الاعتقادی کے۔"

"یہی سہی! بہر حال وہ پچھلے دور کی وراثت ہے۔"

تیز قسم کی گھنٹی کی آواز سے وہ چونک پڑے.... یہ ٹرین کی آمد کا اشارہ تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی اسٹیشن تھا۔ یہاں مسافروں کو ہوشیار کرنے کے لئے گھنٹی بجائی جاتی تھی پورے پلیٹ فارم پر آٹھ یا دس آدمی نظر آ رہے تھے۔ ان میں نیلی وردی والے خلاصی بھی تھے جو اتنی شان سے اکڑ اکڑ کر چلتے تھے جیسے وہ اسٹیشن ماسٹر سے بھی کوئی بڑی چیز ہوں-- کھانا فروخت کرنے والے نے اپنا جالی دار لکڑی کا صندوق جس کے اندر ایک لالٹین جل رہی تھی۔ مونڈھے سے اٹھا کر کاندھے پر رکھ لیا؟-- اور پان بیڑی سگریٹ بیچنے والے لڑکے نے جو ابھی منہ سے طبلہ بجا بجا کر ایک فحش سا گیت گا رہا تھا اپنی ٹرے اٹھا کر گردن میں لٹکالی۔

ٹرین آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آکر پلیٹ فارم سے لگ گئی۔

انور اور عارف گیٹ پر کھڑے رہے۔

پوری ٹرین سے صرف تین آدمی اترے.... دو بوڑھے دیہاتی.... اور ایک جوان آدمی جس کے جسم پر خاکی گابرڈین کا سوٹ تھا.... بائیں شانے سے غلاف میں بند کی ہوئی بندوق لٹک رہی

تھی اور داہنے ہاتھ میں ایک بڑا سا سوٹ کیس تھا۔

غالبًا یہ وہی آدمی تھا جس کے لئے انور اور عارف یہاں آئے تھے۔

وہ دونوں اس کی طرف بڑھے۔

”کیا آپ کو کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔“ انور نے اس سے پوچھا۔

”اگر میں خود ہی نہ آنا چاہتا تو اس کے فرشتے بھی نہیں بھیج سکتے تھے۔“ مسافر نے مسکرا کر کہا۔

”جی ہاں! ٹھیک ہے۔“ انور جلدی سے بولا۔

”کیا ٹھیک ہے!“ مسافر پلکیں جھپکانے لگا۔

انور بوکھلا گیا۔ ”یہی جو آپ کہہ رہے ہیں۔“

”اوہ!“ مسافر نے اس طرح کہا جیسے وہ پہلے کچھ اور سمجھا ہو۔

”عارف اور انور نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

”ہم آپ کو لینے کے لئے آئے ہیں۔“ عارف نے کہا۔

”تو لے چلئے نا۔“ مسافر نے سوٹ کیس پلیٹ فارم پر رکھ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

انور نے قلی کو آواز دی۔

”کیا!“ مسافر نے حیرت سے کہا۔ ”یہ ایک قلی مجھے سوٹ کیس سمیت اٹھا سکے گا!“

پہلے دونوں بوکھلائے پھر ہنسنے لگے۔

”جی نہیں!“ انور نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔ ”آپ ذرا کھڑے ہو جایئے۔“

مسافر کھڑا ہو گیا!-- انور نے قلی کو سوٹ کیس اٹھانے کا اشارہ کرتے ہوئے مسافر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ”یوں چلئے!“

”لاحول ولا قوۃ!“ مسافر گردن جھٹک کر بولا۔ ”میں کچھ اور سمجھا تھا۔“

انور نے عارف کو مخاطب کر کے کہا۔ ”غالبًا اب تار کا مضمون تمہاری سمجھ میں آ گیا ہو گا۔“

عارف ہنسنے لگا! لیکن مسافر اتنی بے تعلقی اور سنجیدگی سے چلتا رہا جیسے اسے اس بات سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ وہ باہر آ کر کار میں بیٹھ گئے۔ پچھلی سیٹ پر انور مسافر کے ساتھ تھا اور عارف کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

انور نے عارف کو مخاطب کر کے کہا۔ ”کیا کرنل صاحب اور کیپٹن فیاض میں کوئی مذاق کا رشتہ بھی ہے۔“

عارف نے پھر قہقہہ لگایا... وہ دونوں ہی سوچ رہے تھے کہ اس احمق مسافر کے ساتھ وقت اچھا گذرے گا۔

”جناب کا اسم شریف۔“ اچانک انور مسافر سے مخاطب ہوا۔

”کلیر شریف۔“ مسافر نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

دونوں ہنس پڑے۔

”ہائیں! اس میں ہنسنے کی کیا بات!“ مسافر بولا۔

”میں نے آپ کا نام پوچھا تھا۔“ انور نے کہا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی۔“

”ایم-ایس-سی-پی-ایچ-ڈی بھی۔“ عارف ہنس پڑا۔

”آپ ہنسے کیوں۔“ عمران نے پوچھا۔

”اوہ-- میں دوسری بات پر ہنسا تھا۔“ عارف جلدی سے بولا۔

”اچھا تو اب مجھے تیسری بات پر ہنسنے کی اجازت دیجئے۔“ عمران نے کہا اور احمقوں کی طرح ہنسنے لگا۔

وہ دونوں اور زور سے ہنسے! عمران نے ان سے بھی تیز قہقہہ لگایا... اور تھوڑی ہی دیر بعد انور اور عارف نے محسوس کیا جیسے وہ خود بھی احمق ہو گئے ہوں۔

کار پہاڑی راستوں میں چکراتی آگے بڑھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی ہو گئی....... عمران نے ان دونوں کے نام نہیں پوچھے تھے۔

انور سوچ رہا تھا کہ خاصی تفریح رہے گی! کرنل صاحب کی جھلاہٹ قابل دید ہو گی! یہ احمق آدمی ان کا ناطقہ بند کر دے گا۔ اور وہ پاگلوں کی طرح سر پیٹتے پھریں گے۔

انور ٹھیک ہی سوچ رہا تھا! کرنل تھا بھی جھلے مزاج کا آدمی! اگر اسے کوئی بات دوبارہ دہرانی پڑتی تھی تو اس کا پارہ چڑھ جاتا تھا!... چہ جائیکہ عمران جیسے آدمی کا ساتھ!

آدھے گھنٹے میں کار نے کرنل کی کوٹھی تک کی مسافت طے کر لی!... کرنل اب بھی بے چینی سے اسی کمرے میں ٹہل رہا تھا اور صوفیہ بھی وہیں موجود تھی۔

کرنل نے عمران کو اوپر سے نیچے تک تنقیدی نظروں سے دیکھا!-- پھر مسکرا کر بولا۔

”کیپٹن فیاض تو اچھے ہیں۔“

”اجی توبہ کیجئے! نہایت نامعقول آدمی ہے!“ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے کاندھے سے بندوق اتار کر صوفے کے ہتھے سے لٹکا دی۔

”کیوں نامعقول کیوں؟“ کرنل نے حیرت سے کہا۔

”بس یونہی۔“ عمران سنجیدگی سے بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ نامعقولیت کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔“

"خوب!" کرنل اسے گھورنے لگا۔ "آپ کی تعریف۔"

"اجی ہی--ہی--ہی اب اپنے منہ سے اپنی تعریف کیا کروں۔" عمران شرما کر بولا--!

انور کسی طرح ضبط نہ کر سکا! اسے ہنسی آگئی! اور اس کے پھوٹتے ہی عارف بھی ہنسنے لگا۔

"یہ کیا بدتمیزی۔" کرنل ان کی طرف مڑا۔

دونوں یک بیک خاموش ہو کر بغلیں جھانکنے لگے.... صوفیہ عجیب نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے آپ کا نام پوچھا تھا۔" کرنل نے کھنکار کر کہا۔

"کب پوچھا تھا۔" عمران چونک کر بولا۔

"ابھی" کرنل کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ دونوں بھائی اپنے منہ میں رومال ٹھونستے ہوئے باہر نکل گئے۔

"ان لونڈوں کی شامت آگئی ہے۔" کرنل نے غصیلی آواز میں کہا.... اور وہ بھی تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ان دونوں کو دوڑ کر مارے گا۔

عمران احمقوں کی طرح بیٹھا رہا۔ بالکل ایسے ہی بے تعلقانہ انداز میں جیسے اس نے کچھ دیکھا سنا ہی نہ ہو.... صوفیہ کمرے ہی میں رہ گئی تھی اور اسکی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرانے لگی تھی۔

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔" صوفیہ بولی۔

اس پر عمران نے اپنا نام ڈگریوں سمیت دہرا دیا۔ صوفیہ کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اس پر یقین نہ آیا ہو۔

"کیا آپ کو اپنے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہے۔" صوفیہ نے پوچھا۔

"مقصد!" عمران چونک کر بولا۔ "جی ہاں مقصد مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے میں اپنی ائیر گن ساتھ لایا ہوں۔"

"ائیر گن!" صوفیہ نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں ہاتھ سے مکھیاں نہیں مارتا۔"

کرنل جو پشت کے دروازے میں کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا جھلا کر آگے بڑھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ فیاض نے بیہودگی کیوں کی!" اس نے سخت لہجے میں کہا اور عمران کو کھڑا گھورتا رہا۔

"دیکھئے ہے نا--نامعقول آدمی! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا!" عمران چہک کر بولا۔

"آپ کل پہلی گاڑی سے واپس جائیں گے۔" کرنل نے کہا۔

"نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں ایک ہفتے کا پروگرام بنا کر آیا ہوں۔"

"جی نہیں۔ شکریہ!" کرنل بیزاری سے بولا۔ "میں آدھا معاوضہ دے کر آپ کو رخصت کرنے پر تیار ہوں۔ آدھا معاوضہ کیا ہوگا؟"

"یہ تو مکھیوں کی تعداد پر منحصر ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "ویسے ایک گھنٹے میں ڈیڑھ درجن مکھیاں مارتا ہوں--اور...."

"بس--بس۔" کرنل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرے پاس فضولیات کے لئے وقت نہیں!"

"ڈیڈی---پلیز!" صوفیہ نے جلدی سے کہا۔ "کیا آپ کو تار کا مضمون یاد نہیں۔"

"ہوں!" کرنل کچھ سوچنے لگا! اس کی نظریں عمران کے چہرے پھر تھیں جو احمقوں کی طرح بیٹھا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"ہوں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔" کرنل بولا۔ اور اب اس کی نظریں عمران کے چہرے سے ہٹ کر اس کی بندوق پر جم گئیں۔

اس نے آگے بڑھ کر بندوق اٹھالی اور پھر اسے غلاف سے نکالتے ہی بری طرح بپھر گیا!

"کیا بیہودگی ہے۔" وہ حلق کے بل چیخا۔ "یہ تو سچ مچ ائیر گن ہے۔"

عمران کے اطمینان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

اس نے سر ہلا کر کہا۔ "میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

کرنل کا پارہ اتنا چڑھا کہ اس کی لڑکی اسے دھکیلتی ہوئی کمرے کے باہر نکال لے گئی! کرنل صوفیہ کے علاوہ اور کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا اگر اس کی بجائے کسی دوسرے نے یہ حرکت کی ہوتی تو وہ اس کا گلا گھونٹ دیتا--ان کے جاتے ہی عمران اس طرح مسکرانے لگا جیسے وہ واقعہ بڑا خوشگوار رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد صوفیہ واپس آئی اور اس نے اس سے دوسرے کمرے میں چلنے کو کہا۔

عمران خاموشی سے اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ صوفیہ نے بھی اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کی۔ شاید وہ کمرہ پہلے ہی سے عمران کے لئے تیار رکھا گیا تھا۔

۳

کلاک نے ایک بجایا اور عمران بستر سے اٹھ گیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

تھا.... لیکن کوٹھی کے کسی کمرے کی بھی روشنی نہیں بجھائی گئی تھی۔

برآمدے میں رک کر اس نے آہٹ لی! پھر تیر کی طرح اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں کرنل کے خاندان والے اکٹھا تھے! صوفیہ کے علاوہ ہر ایک کے آگے ایک ایک رائفل رکھی ہوئی تھی۔ انور اور عارف شدت سے بور نظر آرہے تھے! صوفیہ کی آنکھیں نیند کی وجہ سے سرخ تھیں اور کرنل اس طرح صوفے پر اکڑا بیٹھا تھا جیسے وہ کوئی بت ہو۔ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔

عمران کو دیکھ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔

"کیا بات ہے! کیوں آئے ہو۔" اس نے گرج کر پوچھا۔

"ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی!" عمران نے کہا

"کیا!" کرنل کے لہجے کی سختی دور نہیں ہوئی۔

"اگر آپ چند نامعلوم آدمیوں سے خائف ہیں تو پولیس کو اس کی اطلاع کیوں نہیں دیتے۔"

"میں جانتا ہوں کہ پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔"

"کیا وہ لوگ سچ مچ آپ کے لئے نامعلوم ہیں۔"

"ہاں۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کیوں۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ اگر آپ انہیں جانتے ہیں تو ان سے خائف ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

کرنل جواب دینے کی بجائے عمران کو گھورتا رہا۔

"بیٹھ جاؤ!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ عمران بیٹھ گیا۔

"میں انہیں جانتا ہوں۔" کرنل بولا۔

"تب پھر! پولیس... ظاہر سی بات ہے۔"

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔" کرنل بگڑ کر بولا۔

"جی ہاں!" عمران نے سنجیدگی سے سر ہلا دیا۔

"کیا؟" کرنل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جایئے!" عمران نے لاپروائی سے ہاتھ اٹھا کر کہا! "میں نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ آپ لوگ کسی وقت بھی ان کی گولیوں کا نشانہ بن سکتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"وہ کسی وقت بھی اس عمارت میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

"نہیں داخل ہو سکتے.... باہر کئی پہاڑی پہرہ دے رہے ہیں۔"

"پھر اس طرح رائفلیں سامنے رکھ کر بیٹھنے کا کیا مطلب ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "نہیں کرنل صاحب! اگر آپ بھی عمران ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو آپ کو اسے سارے حالات سے آگاہ کرنا پڑے گا۔ میں یہاں آپ کے باڈی گارڈ کے فرائض انجام دینے کے لئے نہیں آیا۔"

"ڈیڈی بتا دیجئے نا!-- ٹھیک ہی تو ہے!" صوفیہ بولی۔

"کیا تم اس آدمی کو قابل اعتماد سمجھتی ہو۔"

"ان کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔" عمران نے صوفیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ساٹھ ساٹھ سال کی بڑھیاں بھی مجھ پر اعتماد کرتی ہیں۔"

صوفیہ بوکھلا کر عمران کو گھورنے لگی۔ اس کی سمجھ ہی میں کچھ نہیں آیا۔

انور اور عارف ہنسنے لگے۔

"دانت بند کرو!" کرنل نے انہیں ڈانٹا.... اور وہ دونوں برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گئے۔

"آپ مجھے ان آدمیوں کے متعلق بتایئے۔" عمران نے کہا۔

کرنل کچھ دیر خاموش رہا!.... پھر بڑبڑایا۔ "میں نہیں جانتا کیا بتاؤں۔"

"کیا آپ نے اس دوران میں ان میں سے کسی کو دیکھا ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر شاید میں پاگل ہو گیا ہوں!" عمران نے کہا۔

کرنل اسے گھورنے لگا۔ وہ کچھ دیر چپ رہا پھر بولا۔

"میں ان لوگوں کے نشان سے واقف ہوں!.... اس نشان کا میری کوٹھی میں پایا جانا اس چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں خطرہ میں ہوں۔"

"اوہ!" عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں اپنے ہونٹ سکوڑے پھر آہستہ سے پوچھا۔ "وہ نشان آپ کو کب ملا۔"

"آج سے چار دن قبل۔"

"خوب! کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔"

"بھئی یہ تمہارے بس کا روگ نہیں معلوم ہوتا۔" کرنل اکتا کر بولا۔ "تم کل صبح واپس جاؤ!"

"ہو سکتا ہے میں بھی روگی ہو جاؤں۔ آپ مجھے دکھایئے نا۔"

کرنل چپ چاپ بیٹھا رہا! پھر اس نے بیزاری کے اظہار میں برا سا منہ بنایا اور اٹھ کر ایک میز

کی دراز کھولی! عمران اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

کرنل نے دراز سے کوئی چیز نکالی.... پھر اپنے صوفے پر واپس آگیا۔ عمران نے اس کی طرف ہاتھ بڑھادیا.... انور اور عارف نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے وہ عمران سے کسی حماقت آمیز جملے کی توقع رکھتے ہوں۔

کرنل نے وہ چیز چھوٹی گول میز پر رکھ دی۔ ایک تین انچ لمبا لکڑی کا بندر تھا! عمران اسے میز سے اٹھا کر الٹنے پلٹنے لگا.... وہ اسے تھوڑی دیر تک دیکھتا رہا پھر اسی میز پر رکھ کر کرنل کو گھورنے لگا۔

"کیا میں کچھ پوچھ سکتا ہوں۔" عمران بولا۔

"پوچھو.... بور مت کرو۔"

"ٹھہریئے!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ پھر صوفیہ وغیرہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "ہو سکتا ہے کہ آپ ان لوگوں کے سامنے میرے سوالات کا جواب دینا پسند نہ کریں۔"

"اونہہ! بور مت کرو!" کرنل اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"خیر.... میں نے احتیاطاً یہ خیال ظاہر کیا تھا۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ پھر کرنل کو گھورتا ہوا بولا۔ "کیا کبھی آپ کا تعلق منشیات کی ناجائز تجارت سے بھی رہا ہے۔"

کرنل بے ساختہ اچھل پڑا پھر وہ عمران کی طرف اس طرح گھورنے لگا جیسے اس نے اسے ڈنک مار دیا ہو۔ پھر وہ جلدی سے لڑکوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "جاؤ تم لوگ آرام کرو۔"

اس کے بھتیجوں کے چہرے کھل اٹھے لیکن صوفیہ کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ نہیں جانا چاہتی۔

"تم بھی جاؤ۔" کرنل بے صبری سے ہاتھ ہلا کر بولا۔

"کیا یہ ضروری ہے۔" صوفیہ نے کہا۔

"جاؤ!" کرنل چیخا! وہ تینوں کمرے سے نکل گئے۔

"ہاں تم نے کیا کہا تھا!" کرنل نے عمران سے کہا۔

عمران نے پھر اپنا جملہ دہرا دیا۔

"تو کیا تم اس کے متعلق کچھ جانتے ہو۔" کرنل نے لکڑی کے بندر کی طرف اشارہ کیا۔

"بہت کچھ!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"تم کیسے جانتے ہو۔"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "لیکن آپ نے میرے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔"

"نہیں میرا تعلق منشیات کی تجارت سے کبھی نہیں رہا۔"

"تب پھر!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "آپ ان لوگوں کے متعلق کچھ جانتے ہیں ورنہ یہ نشان اس کوٹھی میں کیوں آیا۔"

"خدا کی قسم۔" کرنل مضطربانہ انداز میں اپنے ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "تم بہت کام کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"لیکن میں کل صبح واپس جا رہا ہوں۔"

"ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں۔"

"اگر میں کل واپس نہ گیا تو اس مرغی کو کون دیکھے گا جسے میں انڈوں پر بٹھا آیا ہوں۔"

"اچھے لڑکے مذاق نہیں!.... میں بہت پریشان ہوں۔"

"آپ لی یوکا سے خائف ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

اس بار پھر کرنل اسی طرح اچھلا جیسے عمران نے ڈنک مار دیا ہو۔

"تم کون ہو!" کرنل نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"علی عمران۔ ایم-ایس-سی-پی-ایچ-ڈی؟"

"کیا تمہیں سچ مچ کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔"

"اور میں کل صبح واپس چلا جاؤں گا۔"

"ناممکن--ناممکن.... میں تمہیں کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا! لیکن تم لی یوکا کے متعلق کیسے جانتے ہو۔"

"یہ میں نہیں بتا سکتا!" عمران نے کہا۔ "لیکن لی یوکا کے متعلق میں آپ کو بہت کچھ بتا سکتا ہوں!۔ وہ ایک چابی ہے اس کے نام سے منشیات کی ناجائز تجارت ہوتی ہے لیکن اسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا!"

"بالکل ٹھیک.... لڑکے تم خطرناک معلوم ہوتے ہو۔"

"میں دنیا کا احمق ترین آدمی ہوں۔"

"بکواس ہے-- لیکن تم کیسے جانتے ہو۔" کرنل بڑبڑایا۔ "مگر-- کہیں تم اسی کے آدمی نہ ہو۔" کرنل کی آواز حلق میں پھنس گئی۔

"بہتر ہے.... میں کل صبح....!"

"نہیں نہیں!" کرنل ہاتھ اٹھا کر چیخا۔

”اچھا یہ بتائیے کہ یہ نشان آپ کے پاس کیوں آیا۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں نہیں جانتا۔“ کرنل بولا۔

”شاید آپ اس احمق ترین آدمی کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”خیر تو سنئے.... لی یوکا.... دو سو سال پرانا نام ہے۔“

”لڑکے! تم نے یہ ساری معلومات کہاں سے بہم پہنچائی ہیں۔“ کرنل اسے تعریفی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ ”یہ بات لی یوکا کے گروہ والوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔“

”تو میں یہ سمجھ لوں کہ آپ کا تعلق بھی اس کے گروہ سے رہ چکا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہرگز نہیں -- تم غلط سمجھے۔“

”پھر یہ نشان آپ کے پاس کیسے پہنچا!... آخر وہ لوگ آپ سے کس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔“

”اوہ تم یہ بھی جانتے ہو!“ کرنل تقریباً چیخ کر بولا.... اور پھر اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی

”لڑکے!“ دفعتاً کرنل ٹہلتے ٹہلتے رک گیا! ”تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ تم وہی آدمی ہو! جسے کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔“

”آپ بہت پریشان ہیں۔“ عمران ہنس پڑا۔ ”میرے پاس فیاض کا خط موجود ہے لیکن ابھی سے آپ اتنا کیوں پریشان ہیں۔ یہ تو پہلی وارننگ ہے۔ بندر کے بعد سانپ آئے گا! اگر آپ نے اس دوران میں بھی ان کا مطالبہ پورا نہ کیا تو پھر وہ مرغ بھیجیں گے اور اس کے دوسرے ہی دن آپ کا صفایا ہو جائے گا۔ آخر وہ کون سا مطالبہ ہے۔“

کرنل کچھ نہ بولا! اس کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا اور آنکھیں عمران کے چہرے پر تھیں۔

”لیکن۔“ وہ آخر کار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ ”اتنا کچھ جاننے کے بعد تم اب تک کیسے زندہ ہو!“

”محض کوکا کولا کی وجہ سے۔“

”سنجیدگی! سنجیدگی!“ کرنل نے بے صبری سے ہاتھ اٹھایا۔ ”مجھے فیاض کا خط دکھاؤ۔“

عمران نے جیب سے خط نکال کر کرنل کی طرف بڑھا دیا....

کرنل کافی دیر تک اس پر نظر جمائے رہا پھر عمران کو واپس کرتا ہوا بولا۔

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔“

”میں ہر قسم کا آدمی ہوں۔ فی الحال آپ میرے متعلق کچھ نہ سوچئے۔“ عمران نے کہا۔

”جتنی جلدی آپ مجھے اپنے بارے میں بتا دیں گے اتنا ہی اچھا ہوگا۔“

کرنل کے چہرے سے ہچکچاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ کچھ نہ بولا۔

”اچھا ٹھہریئے!“ عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ ”لی یوکا کے آدمی صرف ایک ہی صورت میں اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسا گروہ ہے جو منشیات کی ناجائز تجارت کرتا ہے!.... لی یوکا کون ہے یہ کسی کو معلوم نہیں لیکن تجارت کا سارا نفع اس کو پہنچتا ہے۔ کبھی اس کے بعض ایجنٹ بے ایمانی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ لی یوکا کے مطالبات نہیں ادا کرتے۔ اس صورت میں انہیں اس قسم کی وارننگز ملتی ہیں.... پہلی دھمکی بندر دوسری دھمکی سانپ.... اور تیسری دھمکی مرغ.... اگر آخری دھمکی کے بعد بھی وہ مطالبات ادا نہیں کرتے تو ان کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔“

”تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں لی یوکا کا ایجنٹ ہوں۔“ کرنل کھنکار کر بولا۔

”ایسی صورت میں اور کیا سمجھ سکتا ہوں۔“

”نہیں یہ غلط ہے۔“

”پھر؟“

”میرا خیال ہے کہ میرے پاس لی یوکا.... کا سراغ ہے۔“ کرنل بڑبڑایا۔

”سراغ! وہ کس طرح۔“

”کچھ ایسے کاغذات ہیں! جو کسی طرح لی یوکا کے لئے مخدوش ثابت ہو سکتے ہیں۔“

”مخدوش ہونا اور چیز ہے -- لیکن سراغ!“ عمران نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

”یہ میرا اپنا خیال ہے!....“

”آخر آپ نے کس بنا پر یہ رائے قائم کی!“ عمران نے پوچھا۔

”یہ بتانا مشکل ہے؟ ویسے میں ان کاغذات میں سے کچھ کو بالکل ہی نہیں سمجھ سکا!“

”لیکن وہ کاغذات آپ کو ملے کہاں سے۔“

”بہت ہی حیرت انگیز طریقے سے!“ کرنل سگار سلگاتا ہوا بولا۔ ”پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں ہانگ کانگ میں تھا.... وہیں یہ کاغذات میرے ہاتھ لگے.... اور یہ حقیقت ہے کہ جس سے مجھے کاغذات ملے وہ مجھے غلط سمجھا تھا.... ہوا یہ کہ ایک رات میں ہانگ کانگ کے ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا! کہ ایک دبلا پتلا چینی آکر میرے سامنے بیٹھ گیا!.... میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہے۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا! اس نے جیب سے ایک بڑا سا لفافہ نکال کر میز کے نیچے سے میرے گھٹنوں پر رکھ دیا اور آہستہ سے بولا، میں خطرے میں ہوں۔ اسے بی فورٹین پہنچا دینا۔ پھر قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا وہ تیزی سے باہر نکل گیا.... بات حیرت انگیز تھی میں نے چپ چاپ لفافہ جیب میں ڈال لیا.... میں نے سوچا ممکن ہے وہ چینی ملٹری سیکرٹ سروس

کا آدمی رہا ہو اور کچھ اہم کاغذات میری وساطت سے کسی ایسے سیکشن میں پہنچانا چاہتا ہو جس کا نام بی فورٹین ہو!....

میں اس وقت اپنی پوری وردی میں تھا ہوٹل سے اپنی قیام گاہ پر واپس آنے کے بعد میں نے لفافہ جیب سے نکالا وہ سیل کیا ہوا تھا! میں نے اسے اسی حالت میں رکھ دیا۔ دوسرے دن میں نے "بی فورٹین" کے متعلق پوچھ گچھ شروع کی لیکن ملٹری کی سیکرٹ سروس میں اس نام کا کوئی ادارہ نہیں تھا!.... پورے ہانگ کانگ میں بی فورٹین کا کوئی سراغ نہ مل سکا! آخر میں نے تنگ آکر اس لفافہ کو کھول ڈالا۔"

"تو کیا اس میں لی یوکا کے متعلق پوری رپورٹ تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں.... وہ تو کچھ تجارتی قسم کے کاغذات ہیں! لیکن تجارت کی نوعیت صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔ لی یوکا کا نام ان میں کئی جگہ دہرایا گیا ہے۔ کئی کاغذات چینی اور جاپانی زبانوں میں بھی ہیں۔ جنہیں میں سمجھ نہ سکا۔"

"پھر آپ کو لی یوکا کی ہسٹری کس طرح معلوم ہوئی۔"

"اوہ! وہ تو پھر میں نے ہانگ کانگ میں لی یوکا کے متعلق چھان بین کی تھی مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا تھا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ لی یوکا کون ہے اور کہاں ہے۔ اس کے ایجنٹ آئے دن گرفتار ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان میں سے آج تک کوئی لی یوکا کا پتہ نہ بتا سکا۔ ویسے نام دو سو سال سے زندہ ہے۔"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "یہ لوگ کب سے آپ کے پیچھے لگے ہیں۔"

"آج کی بات نہیں!" کرنل بجھا ہوا سگار سلگا کر بولا۔ "کاغذات ملنے کے چھ ماہ بعد ہی سے وہ میرے پیچھے لگ گئے تھے لیکن میں نے انہیں واپس نہیں کئے! کئی بار وہ چوری چھپے میری قیام گاہ میں بھی داخل ہوئے لیکن انہیں کاغذات کی ہوا بھی نہ لگ سکی۔ اب انہوں نے آخری حربہ استعمال کیا ہے۔ یعنی موت کے نشان بھیجنے شروع کئے ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اب وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

"اچھا وہ چینی بھی کبھی دکھائی دیا تھا جس سے کاغذات آپ کو ملے تھے۔"

"کبھی نہیں--- وہ کبھی نہیں دکھائی پڑا۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران بڑبڑانے لگا۔

"آپ اسی وقت تک زندہ ہیں جب تک کاغذات آپ کے قبضے میں ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے!" کرنل چونک کر بولا۔ "تم واقعی بہت ذہین ہو!.... یہی وجہ ہے کہ میں ان کاغذات کو واپس نہیں کرنا چاہتا ورنہ مجھے ان سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں! بس یہ سمجھ لو کہ میں نے ایک سانپ کا سر پکڑ رکھا ہے۔ اگر چھوڑتا ہوں تو وہ پلٹ کر یقیناً ڈس لے گا۔"

"کیا میں ان کاغذات کو دیکھ سکتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ تم مجھ سے سانپ کی گرفت ڈھیلی کرنے کو کہہ رہے ہو۔"

عمران ہنسنے لگا!-- پھر اس نے کہا۔ "آپ نے کیپٹن فیاض کو کیوں درمیان میں ڈالا۔"

"اس کے فرشتوں کو بھی اصل واقعات کی اطلاع نہیں۔ وہ تو صرف یہ جانتا ہے کہ مجھے کچھ آدمیوں کی طرف سے خطرہ ہے لیکن میں کسی وجہ سے براہ راست پولیس کو اس معاملے میں دخل دینے کی دعوت نہیں دے سکتا!"

"تو آپ مجھے بھی یہ ساری باتیں نہ بتاتے۔" عمران نے کہا۔

"بالکل یہی بات ہے!-- لیکن تمہارے اندر شیطان کی روح معلوم ہوتی ہے۔"

"عمران کی!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔ "بہر حال آپ نے مجھے بحیثیت باڈی گارڈ طلب فرمایا ہے!"

"میں کسی کو بھی نہ طلب کرتا! یہ سب کچھ صوفیہ نے کیا ہے! اسے حالات کا علم ہے۔"

"اور آپ کے بھتیجے!"

"انہیں کچھ بھی نہیں معلوم!"

"آپ نے انہیں کچھ بتایا تو ہوگا ہی۔"

"صرف اتنا کہ بعض دشمن میری تاک میں ہیں۔ اور بندر ان کا نشان ہے۔"

"لیکن اس طرح بھری ہوئی رائفلوں کے ساتھ شب بیداری کا کیا مطلب ہے! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے سامنے آکر حملہ کریں گے۔"

"میں یہ بھی بچوں کو بہلانے کے لئے کرتا ہوں۔"

"خیر ماریئے گولی!" عمران نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ "میں صبح کی چائے کے ساتھ بتاشے اور لیمن ڈراپس استعمال کرتا ہوں۔"

۴

دوسری صبح!.... صوفیہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ کرنل اس خبطی آدمی کی ضرورت سے زیادہ خاطر و مدارت کر رہا ہے۔

انور اور عارف اپنے کمروں ہی میں ناشتہ کرتے تھے! وجہ یہ تھی کہ کرنل کو وٹامنز کا خبط تھا۔ اس کے ساتھ انہیں بھی ناشتہ میں کچھ ترکاریاں اور بھیگے ہوئے چنے زہر مار کرنے پڑتے تھے! اس

لئے انہوں نے دیر سے سو کر اٹھنا شروع کر دیا تھا۔ آج کل تو ایک اچھا خاصا بہانہ ہاتھ آیا تھا کہ وہ کافی رات گئے تک رائفلیں لئے ٹہلا کرتے تھے۔

آج ناشتے کی میز پر صرف صوفیہ، عمران اور کرنل تھے!.... اور عمران کرنل سے بھی کچھ زیادہ "وٹامن زدہ" نظر آرہا تھا!.... کرنل تو بھیگے ہوئے چنے ہی چبار رہا تھا مگر عمران نے یہ حرکت کی کہ چنوں کو چھیل چھیل کر چھلکے الگ اور دانے الگ رکھتا گیا! صوفیہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی جب چھلکوں کی مقدار زیادہ ہو گئی تو عمران نے انہیں چبانا شروع کر دیا!

صوفیہ کو ہنسی آ گئی!.... کرنل نے شائد ادھر دھیان نہیں دیا تھا! صوفیہ کے ہنسنے پر وہ چونکا اور پھر اس کے ہونٹوں پر بھی خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

عمران احمقوں کی طرح ان دونوں کو باری باری دیکھنے لگا۔ لیکن چھلکوں سے اس کا شغل اب بھی جاری تھا!

"شائد آپ کچھ غلط کھا رہے ہیں۔" صوفہ نے ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہائیں!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "غلط کھا رہا ہوں۔"

پھر وہ گھبرا کر اسی طرح اپنے دونوں کان جھاڑنے لگا جیسے وہ اب تک سارے نوالے کانوں ہی میں رکھتا رہا ہو.... صوفیہ کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"میرا.... مطلب.... یہ ہے کہ آپ چھلکے کھا رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

"اوہ-- اچھا اچھا!...." عمران ہنس کر سر ہلانے لگا! پھر اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری صحت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے.... اس لئے میں غذا کا وہ حصہ استعمال کرتا ہوں جس میں صرف وٹامن پائے جاتے ہیں۔ یہ چھلکے وٹامن سے لبریز ہیں! میں صرف چھلکے کھاتا ہوں! آلو کا چھلکا! پیاز کا چھلکا.... گیہوں کا بھوسی.... وغیرہ وغیرہ...."

"تم شیطان ہو!" کرنل ہنسنے لگا۔ "میرا مذاق اڑا رہے ہو!"

عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ "ارے توبہ توبہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" کرنل بدستور ہنستا رہا۔

صوفیہ حیرت میں پڑ گئی! اگر یہ حرکت کسی اور سے سرزد ہوئی ہوتی تو کرنل شائد جھلاہٹ میں رائفل نکال لیتا! کبھی وہ عمران کو گھورتی تھی اور کبھی کرنل کو جو بار بار اچھی طشتریوں کی طرف عمران کی توجہ مبذول کراتا جا رہا تھا۔

"کیا وہ دونوں گدھے ابھی سو رہے ہیں۔" دفعتاً کرنل نے صوفیہ سے پوچھا۔

"جی ہاں--!"

"میں تنگ آگیا ہوں ان سے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کا مستقبل کیا ہوگا۔"

صوفیہ کچھ نہ بولی-- کرنل بڑبڑاتا رہا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر عمران باہر آگیا۔

پہاڑیوں میں دھوپ پھیلی ہوئی تھی! عمران کسی سوچ میں ڈوبا ہوا دور کی پہاڑیوں کی طرف دیکھ رہا تھا! سوناگری کی شاداب پہاڑیاں گرمیوں میں کافی آباد ہو جاتی ہیں! نزدیک و دور کے میدانی علاقوں کی تپش سے گھبرائے ہوئے ذی حیثیت لوگ عموماً یہیں پناہ لیتے ہیں۔ ہوٹل آباد ہو جاتے ہیں اور مقامی لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مکانات بھی رشک ارم بن جاتے ہیں! وہ عموماً گرمیوں میں انہیں کرایہ پر اٹھا دیتے ہیں اور خود چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں.... اپنے کرایہ داروں کی خدمات بھی انجام دیتے ہیں۔ جس کے صلے میں انہیں اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی اور پھر سردیوں کا زمانہ اسی کمائی کے بل بوتے پر تھوڑی بہت آسائش کے ساتھ ضرور گذارتے ہیں۔

کرنل ضرغام کی مستقل سکونت یہیں کی تھی اور اس کا شمار یہاں کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا تھا! صوفیہ اس کی اکلوتی لڑکی تھی!.... انور اور عارف بھتیجے تھے جو گرمیاں عموماً اسی کے ساتھ گذارا کرتے تھے!....

عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اور سامنے سے نظریں ہٹا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ شہتوتوں کی میٹھی میٹھی بو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی! عمران جہاں کھڑا تھا اسے پائیں باغ تو نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ تھا باغ ہی.... آڑو، خوبانی، سیب اور شہتوت کے درخت عمارت کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ زمین پر گرے ہوئے شہتوت نہ جانے کب سے سڑ رہے تھے اور ان کی میٹھی بو ذہن پر گراں گزرتی تھی۔

عمران اندر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ سامنے سے صوفیہ آتی دکھائی دی۔ انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ عمران ہی کے پاس آرہی ہے! عمران رک گیا۔

"کیا آپ پرائیویٹ سراغرساں ہیں!" صوفیہ نے آتے ہی سوال کیا۔

"سراغرساں۔" عمران نے حیرت زدہ لہجے میں دہرایا۔ "نہیں تو-- ہمارے ملک میں تو پرائیویٹ سراغرساں قسم کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔"

"پھر آپ کیا ہیں؟"

"میں" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں کیا ہوں.... مرزا غالب نے میرے لئے ایک شعر کہا تھا....

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!!

میں حقیقتاً کرایہ کا ایک نوحہ گر ہوں! صاحب مقدر لوگ دل یا جگر کو پٹوانے کے لئے مجھے کرایہ پر حاصل کرتے ہیں!.... اور پھر میں انہیں حیران ہونے کا بھی.... وہ نہیں دیتا کیا کہتے ہیں اسے.... موقعہ، موقعہ....“

صوفیہ نے نیچے سے اوپر تک اسے گھور کر دیکھا! عمران کے چہرے پر برسنے والی حماقت کچھ اور زیادہ ہو گئی۔

”آپ دوسروں کو الو کیوں سمجھتے ہیں۔“ صوفیہ بھنا کر بولی۔

”مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی کسی الو کو بھی الو سمجھا ہو۔“

”آپ آج جا رہے تھے۔“

”چہ چہ! مجھے افسوس ہے!.... کرنل صاحب نے تسلی کے لئے میری خدمات حاصل کر لی ہیں!.... میرا اسائیڈ بزنس تسلی اور دلاسہ دینا بھی ہے۔“

صوفیہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا۔ ”تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے سارے معاملات سمجھ لئے ہیں۔“

”میں اکثر کچھ سمجھے بوجھے بغیر بھی تسلیاں دیتا رہتا ہوں۔“ عمران نے مغموم لہجے میں کہا ایک بار کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے میری خدمات حاصل کیں!.... میں رات بھر اسے تسلیاں دیتا رہا لیکن جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس کی کھوپڑی میں دو سوراخ ہیں اور وہ نہ دل کو رو سکتا ہے اور نہ جگر کو پیٹ سکتا ہے۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”ان سوراخوں سے بعد کو ریوالور کی گولیاں بر آمد ہوئی تھیں!.... معجزہ تھا جناب معجزہ...! سچ مچ یہ معجزوں کا زمانہ ہے! پرسوں ہی اخبار میں میں نے پڑھا تھا کہ ایران میں ایک ہاتھی نے مرغی کے انڈے دیئے ہیں۔“

”آپ بہت اذیت پسند معلوم ہوتے ہیں۔“ صوفیہ منہ بگاڑ کر بولی۔

”آپ کی کوٹھی بڑی شاندار ہے۔“ عمران نے موضوع بدل دیا۔

”میں پوچھتی ہوں آپ ڈیڈی کے لئے کیا کر سکیں گے!“ صوفیہ جھنجھلا گئی۔

”دلاسہ دے سکوں گا....“

صوفیہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ بر آمدے کی طرف سے کرنل کی آواز آئی۔

”ارے.... تم یہاں ہو...!“

پھر وہ قریب آکر بولا۔ ”گیارہ بجے ٹرین آتی ہے۔ وہ دونوں گدھے کہاں ہیں تم لوگ اسٹیشن چلے جاؤ-- میں نہ جاسکوں گا!“

”کیا یہ واپس نہیں جائیں گے۔“ صوفیہ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”نہیں!“ کرنل نے کہا ”جلدی کرو ساڑھے نو بج گئے ہیں!“

صوفیہ چند لمحے کھڑی عمران کو گھورتی رہی پھر اندر چلی گئی!

”کیا آپ کے یہاں مہمان آرہے ہیں۔“ عمران نے کرنل سے پوچھا۔

”ہاں میرے دوست ہیں!“ کرنل بولا۔ ”کرنل ڈکسن!.... یہ ایک انگریز ہے مس ڈکسن اس کی لڑکی اور مسٹر بارتوش....“

”بارتوش!“ عمران بولا۔ ”کیا زیکوسلوکیا کا باشندہ ہے۔“

”ہاں-- کیوں؟ تم کیسے جانتے ہو!“

”اس قسم کے نام صرف ادھر ہی پائے جاتے ہیں۔“

”بارتوش ڈکسن کا دوست ہے۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے وہ مصور بھی ہے۔“

”کیا وہ کچھ دن ٹھہریں گے!“

”ہاں شائد گرمیاں یہیں گذاریں!“

”کیا آپ ان لوگوں سے لی یوکا والے معاملے کا تذکرہ کریں گے۔“

”ہر گز نہیں!“ کرنل نے کہا۔ ”لیکن تمہیں اس کا خیال کیسے پیدا ہوا۔“

”یونہی!-- البتہ میں ایک خاص بات سوچ رہا ہوں۔“

”کیا؟“

”وہ لوگ آپ پر ابھی تک قریب قریب سارے حربے استعمال کر چکے ہیں لیکن کاغذات حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ کاغذات حاصل کئے بغیر وہ آپ کو قتل بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسکے بعد وہ کسی اور کے ہاتھ لگ جائیں-- اب میں یہ سوچ رہا ہوں.... کیا آپ لڑکی یا بھتیجوں کی موت برداشت کر سکیں گے۔“

”کیا بک رہے ہو!“ کرنل کانپ کر بولا۔

”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں!....“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ ”فرض کیجئے وہ صوفیہ کو پکڑ لیں!.... پھر آپ سے کاغذات کا مطالبہ کریں-- اس صورت میں آپ کیا کریں گے!“

”میرے خدا۔“ کرنل نے آنکھیں بند کر کے ایک ستون سے ٹیک لگا لی۔

عمران خاموش کھڑا رہا پھر کرنل آنکھیں کھول کر مردہ سی آواز میں بولا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو! میں کیا کروں۔ میں نے اس کے متعلق کبھی نہیں سوچا تھا۔“

"صوفیہ کو اسٹیشن نہ بھیجئے۔"

"اب میں انور اور عارف کو بھی نہیں بھیج سکتا۔"

"ٹھیک ہے!.... آپ خود کیوں نہیں جاتے۔"

"میں ان لوگوں کو تنہا بھی نہیں چھوڑ سکتا۔"

"اس کی فکر نہ کیجئے! میں موجود رہوں گا۔"

"تم" کرنل نے اسے اس طرح دیکھا جیسے وہ بالکل خالی الذہن ہو! "تم -- کیا تم کسی خطرے کا مقابلہ کر سکو گے!"

"ہاہا -- کیوں نہیں.... کیا آپ نے میری ہوائی بندوق نہیں دیکھی!"

"سنجیدگی! میرے لڑکے.... سنجیدگی۔" کرنل بے صبری سے ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"کیا آپ کیپٹن فیاض کو بھی احمق سمجھتے ہیں!"

"آں --- نہیں۔"

"تب پھر آپ بے کھٹکے جا سکتے ہیں! میری ہوائی بندوق ایک چڑے سے لے کر ہرن تک شکار کر سکتی ہے۔"

"تم میرا ریوالور پاس رکھو!"

"ارے توبہ توبہ۔" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! "اگر وہ سچ مچ چل ہی گیا تو کیا ہو گا!"

کرنل چند لمحے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر بولا -- "اچھا میں انہیں روکے دیتا ہوں!"

"ٹھہریئے! ایک بات اور سنیئے!" عمران نے کہا.... اور پھر آہستہ آہستہ کچھ کہتا رہا!....

کرنل کے چہرے کی رنگت کبھی پیلی پڑ جاتی تھی اور کبھی وہ پھر اپنی اصل حالت پر آ جاتا تھا۔

"مگر!" تھوڑی دیر بعد اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا۔"

"آپ سب کچھ سمجھ سکتے ہیں! اب جائیے...."

"اوہ --- مگر!"

"نہیں کرنل.... میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔"

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"کچھ نہیں -- بس آپ جائیے۔"

کرنل اندر چلا گیا!.... عمران وہیں کھڑا کچھ دیر تک اپنے ہاتھ ملتا رہا! پھر اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

۵

انور اور عارف دونوں کو اس کا بڑا افسوس تھا کہ کرنل نے انہیں اسٹیشن جانے سے روک دیا۔ انہیں اس سے پہلے کرنل ڈکسن یا اس کی لڑکی سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ صوفیہ بھی اسٹیشن جانا چاہتی تھی.... اسے بھی بڑی کوفت ہوئی۔

"آپ نہیں گئے کرنل صاحب کے ساتھ۔" عارف نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور چیونگم چوسنے لگا۔

"میں نے سنا ہے کہ کرنل صاحب آپ سے بہت خوش ہیں۔"

"ہاں -- آں میں انہیں رات بھر لطیفے سناتا رہا۔"

"لیکن ہم لوگ کیوں ہٹا دیئے گئے تھے۔"

"لطیفے بچوں کے سننے کے لائق نہیں تھے۔"

"کیا کہا بچے!" عارف جھلا گیا۔

"ہاں بچے!" عمران مسکرا کر بولا۔ "کرنل صاحب مجھے جوانی کی معاشقوں کا حال بتا رہے تھے۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"ہاں بکواس تو تھی ہی!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ان کی جوانی کے زمانے میں فوجیوں پر عاشق ہونے کا رواج نہیں تھا! اس وقت کی لڑکیاں صرف عاشقوں سے عشق کرتی تھیں!"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں۔"

"ہائیں۔ اب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قصور میرا ہے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کرنل صاحب خود ہی سنا رہے تھے۔"

عارف ہنسنے لگا۔ پھر اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"وہ بندر کیسا تھا۔"

"اچھا تھا!"

"خدا سمجھے!" عارف نے بھنا کر کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

پھر عمران ٹہلتا ہوا اس کمرے میں آیا جہاں انور اور صوفیہ شطرنج کھیل رہے تھے۔ وہ چپ چاپ کھڑا ہو کر دیکھنے لگا!.... اچانک انور نے صوفیہ کو شہ دی!.... اس نے بادشاہ کو اٹھا کر دوسرے خانے میں رکھا!.... دوسری طرف سے انور نے فیل اٹھا کر پھر شہ دی!.... صوفیہ بچنے ہی جا رہی تھی کہ عمران بول پڑا۔

"اوں.... ہونہہ! یہاں رکھیئے!"

"کیا...." صوفیہ جھلا کر بولی۔ "آپ کو شطرنج آتی ہے یا یونہی.... بادشاہ ایک گھر سے زیادہ چل سکتا۔"

"تب وہ بادشاہ ہوا یا کیچوا.... بادشاہ تو مرضی کا مالک ہوتا ہے! یہ کھیل ہی غلط ہے! گھوڑے کی چھلانگ ڈھائی گھر کی!.... فیل ترچھا سپاٹا بھرتا ہے چاہے جتنی دور چلا جائے!.... رخ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیدھا دوڑتا ہے اور فرزیں جدھر چاہے چلے کوئی روک ٹوک نہیں! گویا بادشاہ گھوڑے سے بھی بدتر ہے.... کیوں نہ اسے گدھا کہا جائے جو اس طرح ایک خانے میں رینگتا پھرتا ہے۔"

"یار تم واقعی بقراط ہو۔" انور ہنس کر بولا۔

"چلو--چال چلو!" صوفیہ نے جھلا کر انور سے کہا۔

صوفیہ سوچ سمجھ کر نہیں کھیلتی تھی اس لئے اسے جلدی ہی مات ہو گئی۔

انور اسے چڑانے کے لئے ہنسنے لگا تھا!.... صوفیہ اسکی اس حرکت کی طرف دھیان دیئے بغیر عمران سے مخاطب ہو گئی۔

"آپ نے ڈیڈی کو تنہا کیوں جانے دیا۔"

"میں نہتا ہو کر کہیں نہیں جانا چاہتا۔" عمران نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"میں ان سے کہہ رہا تھا کہ میں اپنی ہوائی بندوق ساتھ لے چلوں گا لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئے۔"

"کیا آپ واقعی ہوائی بندوق سے مکھیاں مارتے ہیں۔" انور نے شوخ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"جناب!" عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا پھر سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔ "پچھلی جنگ میں مجھے وکٹوریہ کراس ملتے ملتے رہ گیا! میں ہسپتالوں میں مکھیاں مارنے کے فرائض انجام دیتا رہا! اتفاق سے ایک دن ایک ڈاکٹر کی ناک پر بیٹھی ہوئی مکھی کا نشانہ لیتے وقت ذرا سی چوک ہو گئی.... قصور میرا نہیں مکھی ہی کا تھا کہ وہ ناک سے اُڑ کر آنکھ پر جا بیٹھی!.... بہر حال اس حادثہ کے بعد میری ساری پچھلی خدمات پر سوڈا واٹر پھیر دیا گیا۔"

"سوڈا واٹر!" انور نے قہقہہ لگایا!.... صوفیہ بھی ہنسنے لگی!

"جی ہاں! اس زمانے میں خالص پانی نہیں ملتا تھا! ورنہ میں یہ کہتا کہ میرے سابقہ کارناموں پر پانی پھیر دیا گیا!"

"خوب! آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں!" صوفیہ بولی۔

"میرا دعویٰ ہے کہ میرا نشانہ بہت صاف ہے۔"

"تو پھر دکھایئے نا۔" انور نے کہا۔

"ابھی لیجئے!"

عمران اپنے کمرے سے ایئر گن نکال لایا.... پھر اس میں چھرہ لگا کر بولا۔

"جس مکھی کو کہیئے!"

سامنے والی دیوار پر کئی مکھیاں نظر آ رہی تھی۔ انور نے ایک کی طرف اشارہ کر دیا--!

"جتنے فاصلے سے کہیئے!" عمران بولا۔

"آخری سرے پر چلے جایئے۔"

"بہت خوب۔" عمران آگے بڑھ گیا! فاصلہ اٹھارہ فٹ ضرور رہا ہو گا۔

عمران نے نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا!-- مکھی دیوار سے چپک کر رہ گئی صوفیہ دیکھنے کے لئے دوڑی--پھر اس نے انور کی طرف مڑ کر تحیر آمیز لہجے میں کہا۔

"سچ مچ کمال ہے! ڈیڈی کا نشانہ بہت اچھا ہے.... لیکن شائد وہ بھی..."

"اوہ کونسی بڑی بات ہے!" انور شیخی میں آگیا۔ "میں خود لگا سکتا ہوں۔"

اس نے عمران کے ہاتھ سے بندوق لی تھوڑی دیر بعد صوفیہ بھی اس شغل میں شامل ہو گئی.... دیواروں کا پلاسٹر برباد ہو رہا تھا.... اور ان پر گویا مکھیاں مارنے کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ پھر عارف بھی آ کر شریک ہو گیا۔ کافی دیر تک یہ کھیل جاری رہا.... لیکن کامیابی کسی کو بھی نہ ہوئی اچانک صوفیہ بڑبڑائی۔

"لاحول ولا قوۃ---کیا حماقت ہے.... دیواریں برباد ہو گئیں۔"

پھر وہ سب جھینپی ہوئی ہنسی ہنسنے لگے.... لیکن عمران کی حماقت آمیز سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔

"واقعی دیواریں برباد ہو گئیں!" عارف بولا "کرنل صاحب ہمیں زندہ دفن کر دیں گے۔"

"سب آپ کی بدولت!" انور نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"میری بدولت کیوں! میں نے تو صرف ایک ہی مکھی پر نشانہ لگایا تھا۔"

انور ہنسنے لگا! پھر اس نے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"یار سچ بتانا کیا تم واقعی احمق ہو۔"

عمران نے بڑے مغموم انداز میں سر ہلا دیا۔

"لیکن کل رات تم نے منشیات کی ناجائز تجارت کے متعلق کیا بات کہی تھی!"

"مجھے یاد نہیں!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"پھر کرنل صاحب نے ہمیں ہٹا کیوں دیا تھا۔"

"ان سے پوچھ لیجئے گا!" عمران نے عارف کی طرف اشارہ کیا اور عارف ہنسنے لگا۔

"کیا بات تھی!" انور نے عارف سے پوچھا۔

"ارے کچھ نہیں-- بکواس!" عارف ہنستا ہوا بولا۔

"آخر بات کیا تھی۔"

"پھر بتاؤں گا۔"

صوفیہ عمران کو گھورنے لگی۔

"وہ بندر کیسا تھا!" انور نے عمران سے پوچھا۔

"اچھا خاصا تھا!.... آرٹ کا ایک بہترین نمونہ۔"

"گھاس کھا گئے ہو شاید!" انور جھلا گیا!

"ممکن ہے لنچ میں گھاس ہی ملے۔" عمران نے مسکین صورت بنا کر کہا۔ "ناشتے میں تو چنے کے چھلکے کھائے تھے۔"

تینوں بے تحاشہ ہنسنے لگے! لیکن صوفیہ جلدی سے سنجیدہ ہو گئی اور اس نے عصیلی آواز میں کہا۔

"آپ ڈیڈی کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ کیوں خاموش رہ گئے۔"

"ممکن ہے انہیں خیال آ گیا ہو کہ میرے پاس بھی ہوائی بندوق موجود ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "اور حقیقت یہ ہے کہ میں ان کا مذاق اڑانے کی کوشش ہرگز نہیں کر رہا تھا!-- میں بھی وٹامن پر جان چھڑکتا ہوں! وٹامنز کو خطرے میں دیکھ کر مجھے پوری قوم خطرے میں نظر آنے لگتی ہے۔"

"کیا بات تھی۔" انور نے صوفیہ سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" صوفیہ نے بات ٹالنی چاہی۔ لیکن انور پیچھے پڑ گیا! جب صوفیہ نے محسوس کیا کہ جان چھڑانی مشکل ہے تو اس نے ساری بات دہرا دی.... اس پر قہقہہ پڑا....

"یار کمال کے آدمی ہو۔" انور ہنستا ہوا بولا۔

"پہلی بار آپ کے منہ سے سن رہا ہوں، ورنہ میرے ڈیڈی تو مجھے بالکل بدھو سمجھتے ہیں۔"

"تو پھر آپ کے ڈیڈی ہی...."

"ارررر!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ایسا نہ کہئے! وہ بہت بڑے آدمی ہیں.... ڈائریکٹر جنرل آف انٹیلی جنس بیورو!"

"کیا؟" انور حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یعنی رحمان صاحب!"

"جی ہاں۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"ارے تو آپ وہی عمران ہیں.... جس نے لندن میں امریکی غنڈے مکلارنس کا گروہ توڑا تھا!"

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں!" عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

"نہیں نہیں! آپ وہی ہیں۔" انور کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں وہ صوفیہ کی طرف مڑ کر ندامت آمیز لہجے میں بولا۔ "ہم ابھی تک ایک بڑے خطرناک آدمی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔"

صوفیہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگی اور عمران نے ایک حماقت آمیز قہقہہ لگا کر کہا۔ "آپ لوگ نہ جانے کیا ہانک رہے ہیں۔"

"نہیں صوفی!" انور بولا۔ "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میرا ایک دوست راشد آکسفورڈ میں ان کے ساتھ تھا! اس نے مجھے مکلارنس کا واقعہ سنایا تھا۔ وہ مکلارنس جس کا وہاں کی پولیس کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی۔ عمران صاحب سے ٹکرانے کے بعد اپنے گروہ سمیت فنا ہو گیا تھا!"

"خوب ہوائی چھوڑی ہے کسی نے!" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"مکلارنس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔" انور بولا۔

"ارے توبہ توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! "اگر میں نے اسے مارا ہو تو میری قبر میں کنٹر گھسے.... نہیں بکھو.... بھگو.... ہائیں نہیں غلط.... کیا کہتے ہیں اس چھوٹے سے جانور کو جو قبروں میں گھستا ہے!"

"بجو!" عارف بولا۔

"خدا جیتا رکھے.... بجو، بجو!"

"عمران صاحب میں معافی چاہتا ہوں!" انور نے کہا

"ارے آپ کو کسی نے بہکایا ہے۔"

"نہیں جناب مجھے یقین ہے۔"

صوفیہ اس دوران میں کچھ نہیں بولی۔ وہ برابر عمران کو گھورے جا رہی تھی۔ آخر اس نے تھوک نگل کر کہا۔

"مجھے کچھ کچھ یاد پڑتا ہے کہ ایک بار کیپٹن فیاض نے آپ کا تذکرہ کیا تھا۔

"کیا ہو گا.... مجھے وہ آدمی سخت ناپسند ہے! اس نے پچھلے سال مجھ سے ساڑھے پانچ روپے ادھار لئے تھے۔ آج تک واپس نہیں کئے!...."

۶

پونے بارہ بجے کرنل ڈکسن اس کی لڑکی اور مسٹر بار توش کرنل کی کوٹھی میں داخل ہوئے لیکن کرنل ان کے ساتھ نہیں تھا۔

کرنل ڈکسن ادھیڑ عمر کا ایک دبلا پتلا آدمی تھا! آنکھیں نیلی مگر دھندلی تھیں۔ مونچھوں کا نچلا حصہ تمباکو نوشی کی کثرت سے براؤن رنگ کا ہو گیا تھا! اس کی لڑکی نوجوان اور کافی حسین تھی!.... ہنستے وقت اس کے گالوں میں خفیف سے گڑھے پڑ جاتے تھے۔

بار توش اچھے تن و توش کا آدمی تھا اگر اسے بار توش کی بجائے صرف تن و توش کہا جاتا تو غیر مناسب نہ ہوتا اس کے چہرے پر بڑے آرٹسٹک قسم کی ڈاڑھی تھی! چہرے کی رنگت میں پھیکا پن تھا! مگر اس کی آنکھیں بڑی جاندار تھیں! اور وہ اتنی جاندار نہ ہوتیں تو چہرے کی رنگت کی بنا پر کم از کم پہلی نظر میں تو اسے ورم جگر کا مریض ضرور ہی سمجھا جا سکتا تھا!

"ہیلو بے بی!" کرنل ڈکسن نے صوفیہ کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اچھی تو ہو! مجھے خیال تھا کہ تم لوگ اسٹیشن ضرور آؤ گے۔"

قبل ازیں کہ صوفیہ کچھ کہتی! ڈکسن کی لڑکی اس سے لپٹ گئی!

پھر تعارف شروع ہوا.... جب عمران کی باری آئی تو صوفیہ کچھ جھجکی!

عمران آگے بڑھ کر خود بولا۔ "میں کرنل ضرغام کا سیکرٹری ہوں اناداں.... ار.... مسٹر نادان!" پھر وہ بڑے بے تکے پن سے ہنسنے لگا! کرنل ڈکسن نے لاپروائی کے انداز میں اپنے شانے سکوڑے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ضرغی کہاں ہے" کرنل ڈکسن نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔" صوفیہ چونک کر بولی۔

"میرے ساتھ!" کرنل ڈکسن نے حیرت سے کہا۔ "نہیں تو!"

"اوہ نہیں.... اوہ نہیں۔"

"کیا وہ آپ کو اسٹیشن پر نہیں ملے۔" صوفیہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں!

صوفیہ نے عمران کی طرف دیکھا اور اس نے اپنی بائیں آنکھ دبا دی! لیکن صوفیہ کی پریشانی میں کمی واقع نہیں ہوئی! اس نے بہت جلد اس سے تنہائی میں ملنے کا موقع نکال لیا!....

"ڈیڈی کہاں گئے!"

"پتہ نہیں!"

"اور آپ اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں!"

"ہاں--- آں!"

"خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کیجئے!"

"فکر مت کیجئے! میں کرنل کا ذمہ دار ہوں۔"

"میں انہیں تلاش کرنے جا رہی ہوں۔"

"ہرگز نہیں! آپ کوٹھی سے باہر قدم نہیں نکال سکتیں۔"

" آخر کیوں؟"

"کرنل کا حکم۔"

"آپ عجیب آدمی ہیں!" صوفیہ جھنجھلا گئی!

"موجودہ حالات کا علم مہمانوں کو نہ ہونا چاہئے!.... ان دونوں کو بھی منع کر دیجئے۔"

"انہیں اس کا علم نہیں ہے۔" صوفیہ نے کہا۔

"اتنا تو جانتے ہی ہیں کہ کرنل کسی خطرے میں ہیں۔"

"ہاں۔"

"اس کا تذکرہ بھی نہ ہونا چاہئے!"

"میرے خدا میں کیا کروں۔" صوفیہ روہانسی آواز میں بولی۔

"مہمانوں کی خاطر!" عمران پرسکون لہجے میں بولا۔

"آپ سے خدا سمجھے! میں پاگل ہو جاؤں گی!"

"ڈرنے کی بات نہیں! کرنل بالکل خطرے میں نہیں ہیں۔"

"آپ پاگل ہیں۔" صوفیہ جھنجھلا کر بولی۔

عمران نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اسے اپنے پاگل پن کا اعتراف ہو۔

۷

شام ہو گئی لیکن کرنل ضرغام واپس نہ آیا.... صوفیہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے! ڈکسن بار بار ضرغام کے متعلق پوچھتا تھا۔ ایک آدھ بار اس نے یہ بھی کہا کہ شاید اب ضرغی اپنے دوستوں سے گھبرانے لگا ہے! اگر یہ بات تھی تو اس نے صاف صاف کیوں نہیں لکھ دیا۔

صوفیہ اس بوکھلاہٹ میں یہ بھی بھول گئی کہ عمران نے اسے کچھ ہدایات دی تھیں۔ جن میں

سے ایک یہ بھی تھی کہ انوراور عارف موجودہ حالات کے متعلق مہمانوں سے کوئی گفتگو نہ کریں۔

صوفیہ انوراور عارف سے اس کا تذکرہ کرنا بھول گئی....

اور پھر جس وقت عارف سے حماقت سرزد ہوئی تو صوفیہ وہاں موجود نہیں تھی.... وہ باورچی خانے میں باورچیوں کا ہاتھ بٹا رہی تھی اور عمران باتیں بنا رہا تھا۔

ڈکسن وغیرہ برآمدے میں تھے!.... انور بارتوش سے رافیل کی تصویروں کے متعلق گفتگو کر رہا تھا!.... عارف ڈکس کی لڑکی مارتھا کو اپنے البم دکھا رہا تھا اور ڈکسن دور کے پہاڑوں کی چوٹیوں میں شفق کے رنگین لہریئے دیکھ رہا تھا! اچانک اس نے عارف کی طرف مڑ کر کہا۔

”ضرغی سے ایسی امید نہیں تھی!“

عارف اس وقت موج میں تھا! اس میں نہ جانے کیوں ان لوگوں کے لئے اپنائیت کا احساس بڑی شدت سے پیدا ہو گیا! ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ کرنل کی شوخ اور خوبصورت لڑکی مارتھا ہی ہو۔

”کرنل صاحب! یہ ایک بڑا گہرا راز ہے!“ عارف نے البم بند کرتے ہوئے کہا!

”راز....“ کرنل ڈکسن بڑبڑا کر اسے گھورنے لگا۔

”جی ہاں.... وہ تقریباً پندرہ بیس دن سے سخت پریشان تھے اس دوران میں ہم لوگ رات رات بھر جاگتے رہے ہیں!.... انہیں کسی کا خوف تھا! وہ کہتے تھے کہ میں کسی وقت بھی کسی حادثے کا شکار ہو سکتا ہوں!.... اور نہ جانے کیوں وہ اسے راز ہی رکھنا چاہتے تھے!“

”بڑی عجیب بات ہے! تم لوگ اس پر بھی اتنے اطمینان سے بیٹھے ہو!....“ کرنل اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

بارتوش اور انور انہیں گھورنے لگے! انور نے شائد ان کی گفتگو سن لی تھی اسی لئے وہ عارف کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا! حالانکہ اسے بھی اس بات کو مہمانوں سے چھپانے کی تاکید نہیں کی تھی لیکن اسے کم از کم اس کا احساس تھا کہ خود کرنل ضرغام ہی اسے راز رکھنا چاہتا ہے!....

”صوفیہ کہاں ہے!“ کرنل ڈکسن نے عارف سے کہا۔

”شاید کچن میں!“

کرنل ڈکسن نے کچن کی راہ لی.... بقیہ لوگ وہیں بیٹھے رہے۔

صوفیہ فرائینگ پین میں کچھ تل رہی تھی! اور عمران اس کے قریب خاموش کھڑا تھا۔

”صوفی!“ کرنل ڈکسن نے کہا۔ ”یہ کیا معاملہ ہے۔“

”اوہ آپ!“ صوفیہ چونک پڑی۔ ”یہاں تو بہت گرمی ہے میں ابھی آتی ہوں۔“

”پرواہ نہ کرو! یہ بتاؤ ضرغی کا کیا معاملہ ہے۔“

عمران نے اُلوؤں کی طرح اپنے دیدے پھرائے

”مجھے خود تشویش ہے کہ ڈیڈی کہاں چلے گئے!“ صوفیہ نے کہا۔

”جھوٹ مت بولو۔ ابھی مجھے عارف نے بتایا ہے۔“

”اوہ---وہ“ صوفیہ تھوک نگل کر رہ گئی۔ پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

”بات یہ ہے کہ کرنل صاحب! وہ ساری باتیں بڑی مضحکہ خیز ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ایسی صورت میں بھی جب ضرغام اس طرح غائب ہو گیا ہے؟“ کرنل نے سوال کیا!

”وہ اکثر یہی کر بیٹھتے ہیں کئی کئی دن گھر سے غائب رہتے ہیں! کوئی خاص بات نہیں۔“ عمران بولا۔

”میں مطمئن نہیں ہوا۔“

”آہ.... کنفیوشس نے بھی ایک بار یہی کہا تھا۔“

کرنل نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا اور صوفیہ سے بولا۔ ”جلدی آنا۔ میں برآمدے میں تمہارا انتظار کروں گا۔“

ڈکسن چلا گیا!

”بڑی مصیبت ہے!“ صوفیہ بڑبڑائی۔ ”میں کیا کروں۔“

”یہ مصیبت تم نے خود ہی مول لی ہے۔ عارف کو منع کیوں نہیں کیا تھا؟“ عمران بولا۔

”انہی الجھنوں میں بھول گئی تھی۔“

”میں نے تمہیں اطمینان دلایا تھا.... پھر کیسی الجھن.... یہاں تک بتا دیا کہ کرنل کو میں نے ہی ایک محفوظ مقام پر بھجوا دیا ہے۔“

”لیکن یہ الجھن کیا کم تھی کہ مہمانوں کو کیا بتاؤں گی!“

”کیا مہمان اس اطلاع کے بغیر مر جاتے؟ تمہارے دونوں کزن مجھے سخت ناپسند ہیں سمجھیں!“

”اب میں کیا کروں! عارف بالکل اُلو ہے!“

”خیر---“ عمران کچھ سوچنے لگا! پھر اس نے کہا! ”جلدی کرو.... میں نہیں چاہتا کہ اب میرے متعلق مہمانوں سے کچھ کہا جائے!“

وہ دونوں برآمدے میں آئے! یہاں انور اردو میں عارف کی خاصی مرمت کر چکا تھا!.... اور اب وہ خاموش بیٹھا تھا۔

”مجھے پورے واقعات بتاؤ!“ کرنل نے صوفیہ سے کہا۔

”پورے واقعات کا علم کرنل کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔“ عمران بولا۔

”کس بات کا خوف تھا اسے!“ ڈکسن نے پوچھا۔

"وہ لکڑی کے ایک بندر سے بُری طرح خائف تھے۔"

"کیا بکواس ہے!"

"اسی لئے میں کہتا تھا کہ واقعات نہ پوچھئے!.... مجھے کرنل صاحب کی ذہنی حالت پر شبہ ہے۔" عمران بولا۔

"اس کے باوجود بھی تم لوگوں نے اسے تنہا گھر سے باہر نکلنے دیا۔"

"ان کی ذہنی حالت بالکل ٹھیک تھی۔" عارف نے کہا۔

"تو پھر بکواس کئے جا رہا ہے۔" انور نے اسے اردو میں ڈانٹا۔

کرنل ڈکسن انور کو گھورنے لگا۔

"تم لوگ بڑے پراسرار معلوم ہو رہے ہو۔" اس نے کہا۔

"یہ دونوں واقعی بڑے پراسرار ہیں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔" آج یہ دن بھر ائیر گن سے مکھیاں مارتے رہے ہیں!"

مارتھا اس جملے پر بے ساختہ ہنس پڑی۔

"ان سے زیادہ پراسرار تم ہو!" کرنل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں!" عمران نے آہستہ سے سر ہلا کر کہا۔ "مکھیاں مارنے کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا۔"

"دیکھئے! میں بتاتی ہوں!" صوفیہ نے کہا" مجھے حالات کا زیادہ علم نہیں.... ڈیڈی کو ایک دن ڈاک سے ایک پارسل ملا جسے کسی نامعلوم آدمی نے بھیجا تھا۔ پارسل سے لکڑی کا ایک چھوٹا سا بندر برآمد ہوا اور اسی وقت سے ڈیڈی پریشان نظر آنے لگے! اس رات انہوں نے ٹہل کر صبح کی اور پوری طرح مسلح تھے دوسرے دن انہوں نے آٹھ پہاڑی ملازم رکھے جو رات بھر رائفلیں لئے عمارت کے گرد پہرہ دیا کرتے تھے! ڈیڈی نے ہمیں صرف اتنا ہی بتایا کہ وہ کسی قسم کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

"اور اس بندر کا مطلب کیا تھا؟" بارتوش نے پوچھا جواب تک خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

"ڈیڈی نے اسکے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتایا! ہم اگر زیادہ اصرار کرتے تو وہ خفا ہو جایا کرتے تھے۔"

"لیکن تم نے ہم سے یہ بات کیوں چھپانی چاہی تھی۔" ڈکسن نے پوچھا۔

"ڈیڈی کا حکم!.... انہوں نے کہا تھا کہ اس بات کے پھیلنے پر خطرہ اور زیادہ بڑھ جائے گا۔"

"عجیب بات ہے!" ڈکسن کچھ سوچتا ہوا بولا!" کیا میں ان حالات میں اس چھت کے نیچے چین سے رہ سکوں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ خطرہ صرف کرنل کے لئے تھا!" عمران بولا۔

"تم احمق ہو!" ڈکسن جھنجھلا گیا۔ "میں خطرہ کی بات نہیں کر رہا ضرغام کے لئے فکر مند ہوں۔"

"کنفیوشس نے کہا ہے...."

"جب تک میں یہاں مقیم رہوں تم کنفیوشس کا نام نہ لینا سمجھے!" کرنل بگڑ گیا۔

"اچھا!" عمران نے کسی سعادت مند بچے کی طرح سر ہلا کر کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اس کا کاغذ پھاڑنے لگا!.... مارتھا پھر ہنس پڑی۔

۸

پولیس ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں انسپکٹر خالد میز پر بیٹھا اپنی ڈاک کھول رہا تھا!.... یہ ایک تنومند اور جواں سال آدمی تھا۔ پہلے فوج میں تھا اور جنگ ختم ہونے کے بعد محکمہ سراغرسانی میں لے لیا گیا تھا!.... آدمی ذہین تھا اس لئے اسے اس محکمہ میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی تھی!.... کارکردگی کی بناء پر وہ ہر دلعزیز بھی تھا!.... اس کے خدوخال تیکھے ضرور تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے چہرہ کا دل سے کوئی تعلق ہی نہ ہو! چہرے کی بناوٹ سخت دل آدمیوں کی سی تھی! مگر عادات واطوار سے سخت گیری نہیں ظاہر ہوتی تھی!....

اپنی ڈاک دیکھنے کے بعد اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی ہی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر بول اٹھا۔

"یس" اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔ "اوہ.... اچھا! میں ابھی حاضر ہوا۔"

وہ اپنے کمرے سے نکل کر محکمے کے ڈی ایس کے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا!.... اس نے دروازے کی چق ہٹائی....

" آجاؤ!" ڈی ایس نے کہا۔ پھر اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا!

انسپکٹر خالد بیٹھ گیا!

"میں نے ایک پرائیویٹ کام کے لئے تمہیں بلایا ہے۔"

"فرمائیے؟"

"فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کے کیپٹن فیاض کا ایک نجی خط میرے پاس آیا ہے۔"

"کیپٹن فیاض!" خالد کچھ سوچتا ہوا بولا "جی ہاں! شائد میں انہیں جانتا ہوں۔"

"ان کا ایک آدمی یہاں آیا ہوا ہے!.... وہ چاہتے ہیں کہ اسے جس قسم کی مدد کی ضرورت دی جائے! اس کا نام علی عمران ہے!.... اور وہ کرنل ضرغام کے ہاں مقیم ہے۔"

"کس سلسلہ میں آیا ہے۔"

”یہ بھی اسی آدمی سے معلوم ہو سکے گا! اور یہ رہا اس کا فوٹو۔“ ڈی ایس نے میز کی دراز سے ایک تصویر نکال کر خالد کی طرف بڑھائی۔

”بہت اچھا!“ خالد تصویر پر نظر جمائے بولا! ”میں خیال رکھوں گا۔“

”اچھا دوسری بات!.... “ ڈی ایس نے اپنے پائپ میں تمباکو بھرتے ہوئے کہا! ”شفٹن کے کیس میں کیا ہو رہا ہے۔“

”یہ ایک مستقل دردِ سر ہے۔“ خالد نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ اس میں جلدی کامیابی نہیں ہو گی۔“

”کیوں؟“

”ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ شفٹن کوئی ایک فرد ہے یا جماعت!.... اور اس شفٹن کی طرف سے جتنے لوگوں کو بھی دھمکی کے خطوط ملے ہوئے ہیں!.... وہ اب تک تو زندہ ہیں اور نہ ان میں سے ابھی تک کسی نے یہ اطلاع دی کہ ان سے کوئی رقم وصول کر لی گئی ہے!-- میں سوچتا ہوں ممکن ہے کوئی شریر طبیعت آدمی خواہ مخواہ سنسنی پھیلانے کے لئے ایسا کر رہا ہے!.... قریب قریب شہر کے ہر بڑے آدمی کو اس قسم کے خطوط ملے ہیں!.... اور ان میں کسی بڑی رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے۔“

”کوئی ایسا بھی ہے جس نے اس قسم کی کوئی شکایت نہ کی ہو....“ ڈی ایس نے مسکرا کر پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ شائد ہی کوئی بچا ہو!“ خالد نے کہا۔

”ذہن پر زور دو۔“

”ہو سکتا ہے کہ کوئی شائد رہ ہی گیا ہو!“

”کرنل ضرغام!“ ڈی ایس نے مسکرا کر کہا۔ ”اس کی طرف سے ابھی تک اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی.... حالانکہ وہ بہت مالدار آدمی ہے!“

”اوہ---!“

”اور اب سمجھنے کی کوشش کرو!“ ڈی ایس نے کہا۔ ”کرنل ضرغام اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں دیتا! اور فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کا سپرنٹنڈنٹ ایک ایسے آدمی کے لئے ہم سے امداد کا طالب ہے جو کرنل ضرغام ہی کے یہاں مقیم ہے! کیا سمجھے!“

”تب تو ضرور کوئی خاص بات ہے۔“

”بہت ہی خاص!“ ڈی ایس نے منہ سے پائپ نکال کر کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ تم خود ہی.... اس آدمی سے.... کیا نام.... عمران سے ملو۔“

”میں ضرور ملوں گا!.... مگر معلوم نہیں وہ کون اور کس قسم کا آدمی ہے۔“

”بہر حال-- یہ تو ملنے ہی پر معلوم ہو سکے گا!.... “ ڈی ایس نے کہا-- اور اپنے میز پر رکھے ہوئے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گیا!

۹

رات کے کھانے پر میز کی فضا بڑی سوگوار رہی! انہوں نے بڑی خاموشی سے کھانا ختم کیا اور پھر کافی پینے کے لئے برآمدے میں جا بیٹھے۔

”صوفی۔“ کرنل ڈکسن بولا۔ ”میں کہتا ہوں کہ پولیس کو اس کی اطلاع ضرور دینی چاہئے!--“

”میری بھی یہی رائے ہے۔“ بارتوش نے کہا.... وہ بہت کم بولتا تھا۔

”میں کیا کروں--!“ صوفیہ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”ڈیڈی اس معاملہ کو عام نہیں کرنا چاہتے!.... پولیس کے تو سرے سے خلاف ہیں!.... انہوں نے ایک بار یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں کبھی اچانک غائب ہو جاؤں تو تم لوگ فکر مند مت ہونا.... میں خطرہ دور ہوتے ہی واپس آجاؤں گا لیکن پولیس کو اس کی اطلاع ہرگز نہ ہو!“

عمران نے صوفیہ کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھا۔

”ضرغام ہمیشہ پراسرار رہا ہے!“ کرنل ڈکسن بڑبڑایا۔

”یہاں سب ہی پراسرار ہیں۔“ عمران نے کہا اور مارتھا کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا۔

”میں سچ کہتا ہوں کہ تمہیں ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔“ کرنل نے عمران سے کہا! ”مجھے حیرت ہے کہ ضرغام نے تمہیں اپنا سیکرٹری کیسے بنا رکھا ہے۔ وہ تو بہت ہی غصہ ور ہے!“

”میں انہیں کنفیوشس کے اقوال سنایا کرتا ہوں۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تم نے پھر اس کا نام لیا! کیا تم مجھے چڑاتے ہو!“ کرنل بپھر گیا۔

”نہیں انکل!“ صوفیہ جلدی سے بولی۔ ”یہ ان کی عادت ہے۔“

”گندی عادت ہے!“

عمران لاپروائی سے کافی پیتا رہا!

”یہ ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی ہیں!“ عارف ہنس کر بولا۔

”پھر تم نے بکواس شروع کی!“ انور نے دانت پیس کر کہا۔

”بولنے دو میں برا نہیں مانتا کنفیوشس.... ارر.... نہیں ہپ!“ عمران نے کہا اور بوکھلاہٹ کی ایکٹنگ کے ساتھ اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر لیا۔ مارتھا اور صوفیہ ہنس پڑیں! اس بار کرنل بھی

ہنسنے لگا! بار توش کا چہرہ بنجر کا بنجر ہی رہا! خفیف سی مسکراہٹ کی جھلک بھی نہ دکھائی دی۔

دفعتاً انہوں نے پھاٹک پر قدموں کی آواز سنی! آنے والا ادھر ہی آ رہا تھا۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگے! باغ کے آخری سرے پر کافی اندھیرا تھا برآمدے میں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی وہاں تک نہیں پہنچتی تھی۔ پھر آنے والے کی ٹانگیں دکھائی دینے لگیں! کیونکہ اس نے راستہ دیکھنے کے لئے ایک چھوٹی سی ٹارچ روشن کر رکھی تھی آنے والا روشنی میں آ گیا.... وہ ان سب کے لئے اجنبی ہی تھا! ایک تنومند آدمی جس نے کتھئی سرج کا سوٹ پہن رکھا تھا!

"معاف کیجئے گا۔" اس نے برآمدے کے قریب آ کر کہا۔ "شائد میں مخل ہوا۔ کیا کرنل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔"

"جی نہیں!" صوفیہ جلدی سے بولی۔ "تشریف لائیے۔"

آنے والا ایک کرسی پر بیٹھ گیا! صوفیہ بولی۔

"وہ باہر گئے ہیں!"

"کب تک تشریف لائیں گے۔"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! ہو سکتا ہے کل آ جائیں.... ہو سکتا ہے ایک ہفتہ کے بعد!"

"اوہ.... یہ تو برا ہوا۔" اجنبی نے کہا اور اچٹتی سی نظریں حاضرین پر ڈالی! عمران کو دیکھ کر ایک لحظہ اس پر نظر جمائے رہا پھر بولا۔ "کہاں گئے ہیں۔"

"افسوس کہ وہ اپنا پروگرام کسی کو نہیں بتاتے۔" صوفیہ نے کہا۔ "آپ اپنا کارڈ چھوڑ جائیے۔ آتے ہی ان سے تذکرہ کر دیا جائے گا۔"

"بہت جلدی کا کام ہے۔" اجنبی نے افسوس ظاہر کیا۔

"آپ وہ کام مجھ سے کہہ سکتے ہیں!" عمران بولا! "میں کرنل کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں!"

"اوہ" اجنبی نے حیرت کا اظہار کیا! پھر سنبھل کر بولا۔ "تب تو ٹھیک ہے! کیا آپ الگ تھوڑی سی تکلیف کریں گے!"

"بس اتنا ہی سا کام تھا!" عمران نے احمقوں کی طرح کہا! "لیکن میں الگ تھوڑی سی تکلیف کا مطلب نہیں سمجھ سکا! وہ تکلیف کس قسم کی ہو گی۔ گلا تو نہ گھونٹوانا ہو گا۔"

"اوہ-- میرا مطلب ہے ذرا الگ چلیں گے!"

"میں الگ ہی چلتا ہوں! آج تک کسی سے ٹانگ باندھ کر نہیں چلا۔"

"ارے صاحب! کہنے کا مطلب یہ کہ ذرا میرے ساتھ آئیے!"

"اوہ تو پہلے کیوں نہیں کہا۔" عمران اٹھتا ہوا بولا "چلئے چلئے۔"

وہ دونوں اٹھ کر باغ کے پھاٹک پر آ گئے۔

"آپ علی عمران صاحب ہیں!" اجنبی نے پوچھا۔

"میں کرنل کا سیکرٹری ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے!.... دیکھئے میرا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے اور خالد نام۔ ہمیں فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کے کیپٹن فیاض کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ ہم آپ کی ہر طرح مدد کریں۔"

"اوہ.... فیاض! ہاہا.... بڑا گریٹ آدمی ہے اور یاروں کا یار ہے!.... مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی سی بات کے لئے اپنے محکمہ تک کے آدمیوں کو خطوط لکھ دے گا واہ بھئی!"

"بات کیا ہے؟" انسپکٹر خالد نے پوچھا۔

"کیا اس نے.... وہ بات نہیں لکھی۔"

"جی نہیں----!"

"لکھتا ہی کیا!.... بات یہ ہے مسٹر خالد کہ مجھے بٹیر کھانے اور بٹیر لڑانے دونوں کا شوق ہے اور آپ کے یہاں بٹیروں کے شکار پر پابندی ہے فیاض نے کہا تھا کہ میں اجازت دلوا دوں گا!"

خالد چند لمحے حیرت سے عمران کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ "آپ نے یہ کیوں کہا تھا کہ آپ کرنل کے سیکرٹری ہیں۔"

"پھر کیا کہتا--! وہ شائد آپ کو اس کے کہنے پر دوسری حیثیت سے اعتراض ہے۔ بالکل ٹھیک مسٹر خالد! بات دراصل یہ ہے کہ میں یہاں آیا تھا مہمان ہی کی حیثیت سے لیکن بعد کو نوکری مل گئی!--- کرنل نے مجھے بے حد پسند کیا ہے! میں ان کے لئے دن بھر ائیر گن سے مکھیاں مارتا رہتا ہوں۔"

"آپ مجھے ٹال رہے ہیں جناب۔" خالد ہنس کر بولا.... پھر اس نے سنجیدگی سے کہا "حالانکہ یہ معاملہ بہت اہم ہے۔"

"کیسا معاملہ۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"کچھ بھی ہو! آپ بہت گہرے آدمی معلوم ہوتے ہیں.... اس کا مجھے یقین ہے کہ آپ کیپٹن فیاض کے خاص آدمیوں میں سے ہیں! اچھا چلئے میں آپ سے صرف ایک سوال کروں گا۔"

"ضرور کیجئے!"

"کیا! کرنل نے براہ راست فیڈرل ڈیپارٹمنٹ سے مدد طلب کی تھی۔"

عمران چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"مدد! میں نہیں سمجھا۔" اس نے کہا۔

”دیکھئے جناب!“ خالد نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ آپ اس محکمہ میں بہت دنوں سے ہوں؟ لیکن میں ابھی بالکل اناڑی ہوں۔ یقیناً آپ مجھ سے سینئر ہی ہوں گے!.... اس لئے میں آپ کے مقابلہ کا اہل نہیں ہو سکتا!.... لہٰذا اب کھل کر بات کیجئے تو شکر گذار ہوں گا!“

”اچھا میں کھل کر بات کروں گا لیکن پہلے مجھے بات کی نوعیت سمجھنے دیجئے آپ کے ذہن میں کرنل کے متعلق کیا ہے!“

”کچھ نہیں! لیکن ایک بات۔“ خالد کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”ٹھہریئے! میں بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آپ سوناگری میں نووارد ہیں! ہم لوگ پچھلے ایک ماہ سے ایک پر اسرار آدمی یا گروہ شفٹن نامی کی تلاش میں ہیں جس نے یہاں کے دولتمند لوگوں کو دھمکی کے خطوط لکھے ہیں! ان سے بڑی رقموں کا مطالبہ کیا ہے! دھمکی کے مطابق عدم ادائیگی کی صورت میں انہیں قتل کر دیا جائے گا.... ہاں تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان سب نے اس کی رپورٹ کی ہے.... مگر....“

”مگر کیا؟“ عمران جلدی سے بولا۔

”ہمیں کرنل ضرغام کی طرف سے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں موصول ہوئی۔“

”تو آپ زبردستی شکایت موصول کرانا چاہتے ہیں۔“ عمران ہنس پڑا۔

”اوہ۔ دیکھئے! آپ سمجھے نہیں! بات یہ ہے کہ آخر کرنل کو کیوں چھوڑا گیا اور اگر اسی طرح کی کوئی دھمکی اسے ملی ہے تو اس نے اسکی رپورٹ کیوں نہیں کی!“

”واقعی آپ بہت گہرے آدمی معلوم ہوتے ہیں!“ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا!

”اچھا چلئے۔ فرض کیجئے کہ کرنل کو بھی دھمکی کا خط ملا.... تو کیا یہ ضروری ہے کہ آپ کے محکمہ کو اس کی اطلاع دے! ممکن ہے وہ اسے مذاق سمجھا ہو۔ اور مذاق نہ بھی سمجھا ہو تو کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی قوت بازو کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں ہوتا!“

”میں صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کرنل کو بھی اس قسم کا کوئی خط ملا ہے یا نہیں!“

”میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا!“ عمران بولا! ”مجھے اس کا علم ہی نہیں!“

”آپ کو کیپٹن فیاض نے یہاں کیوں بھیجا ہے۔“

”میری کھوپڑی کا مغز درمیان سے کریک ہو گیا ہے!.... اس لئے گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا ہی مجھے راس آتی ہے!“

”اوہ-- آپ کچھ نہیں بتائیں گے.... خیر.... اچھا.... اس تکلیف کا بہت بہت شکریہ! مجھے کرنل کی واپسی ہی کا منتظر رہنا پڑے گا۔“

”ویسے ہم پھر بھی ملتے رہیں گے!“ عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ.... ضرور.... ضرور!“ خالد نے کہا اور مصافحہ کر کے رخصت ہو گیا!

عمران پھر برآمدے میں لوٹ آیا۔ یہاں سب لوگ بے چینی سے اس کی واپسی کے منتظر تھے۔

”کون تھا!“ صوفیہ نے پوچھا۔

”محکمہ سراغرسانی کا انسپکٹر خالد۔“

”کیا؟“ کرنل ڈکسن نے حیرت کا اظہار کیا۔

”کیا بات تھی!“ صوفیہ نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

اس پر عمران نے پوری بات دہرا دی.... وہ سب حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اس نے صوفیہ سے پوچھا۔ ”کیا کرنل کو شفٹن کی طرف سے کبھی کوئی خط ملا ہے۔“

”نہیں۔“

”یہی تو میں کہہ رہا تھا کہ آخر انہوں نے اپنے عزیز از جان سیکرٹری سے اس کا تذکرہ کیوں نہیں کیا!“

”تم نے دوسرے معاملہ کا تذکرہ نہیں کیا؟“ کرنل ڈکسن نے پوچھا۔

”ہرگز نہیں! بھلا کس طرح کر سکتا تھا۔“

”تم واقعی کریک معلوم ہوتے ہو۔“

”جی ہاں--! کنفیوشس.... ارنہیں میرا اپنا قول ہے کہ اچھا ملازم وہی ہے جو مالک کے حکم سے ایک انچ ادھر نہ ایک انچ اُدھر!“

”جہنم میں جاؤ۔“ کرنل غرا کر بولا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

۱۰

انسپکٹر خالد سوناگری کے جیفریز ہوٹل کی رقص گاہ میں کھڑا ناچتے ہوئے جوڑوں کا جائزہ لے رہا تھا.... اس کے ساتھ اس کے سیکشن کا ڈی ایس بھی تھا۔

”دیکھئے وہ رہا۔“ خالد نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ جو ڈکسن کی لڑکی مارتھا کے ساتھ ناچ رہا تھا....

آج صوفیہ اپنے مہمانوں سمیت یہاں آئی تھی! لیکن اس نے رقص میں حصہ نہیں لیا تھا۔

”اچھا!“ ڈی ایس نے حیرت کا اظہار کیا۔ ”یہ تو ابھی لونڈا ہی معلوم ہوتا ہے! خیر میں نے کیپٹن فیاض سے اس کی حیثیت کے متعلق پوچھا ہے! اوہ ادھر غالباً ضرغام کی لڑکی صوفیہ ہے! اس کے ساتھ وہ ڈاڑھی والا کون ہے۔“

”کوئی مہمان ہے۔ بار توش --زیکو سلواکیہ کا باشندہ!.... اور وہ کرنل ڈکسن ہے!.... اس کی لڑکی مارتھا عمران کے ساتھ ناچ رہی ہے۔“

● ”اس عمران پر گہری نظر رکھو۔“ ڈی ایس نے کہا۔ ”اچھا اب میں جاؤں گا۔“ ڈی ایس چلا گیا۔

رقص بھی ختم ہو گیا! عمران اور مارتھا اپنی میزوں کی طرف لوٹ آئے!.... خالد چند لمحے انہیں گھورتا رہا پھر وہ بھی رقص گاہ سے چلا گیا۔

عمران بڑی موج میں تھا! مارتھا دو تین ہی دنوں میں اس سے کافی بے تکلف ہو گئی تھی! وہ تھی ہی کچھ اس قسم کی! عارف اور انور سے بھی وہ کچھ اس طرح گھل مل گئی تھی جیسے برسوں پرانی جان پہچان ہو!

”تم اچھا ناچتے ہو۔“ اس نے عمران سے کہا۔

”واقعی!“ عمران نے حیرت سے کہا! ”اگر یہ بات ہے! تو اب میں دن رات ناچا کروں گا۔ میرے پاپا بہت گریٹ آدمی ہیں۔ انہیں بڑی خوشی ہو گی۔“

”کیا تم واقعی بے وقوف آدمی ہو۔“ مارتھا نے مسکرا کر پوچھا۔

”پاپا یہی کہتے ہیں۔“

”اور بچے کی ممی کا کیا خیال ہے۔“

”ممی جوتیوں سے مرمت کرنے کی اسپیشلسٹ ہیں۔ اس لئے خاص ہی خاص مواقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”نہ سمجھی ہو گی.... انگلینڈ میں جوتیوں سے اظہار خیال کا رواج نہیں ہے۔“

اتنے میں عارف کی کسی بات پر مارتھا اس کی طرف متوجہ ہو گئی ویٹر ان کے لئے کافی کی ٹرے لا رہا تھا۔ اس میں ایک گلاس آرینج اسکوائش کا بھی تھا یہ صوفیہ نے اپنے لئے منگوایا تھا! ویٹر ابھی دور ہی تھا کہ اس کے قریب سے گذرتا ہوا ایک آدمی اس سے ٹکرا گیا! ویٹر لڑکھڑایا ضرور مگر سنبھل گیا! اور اس نے ٹرے بھی سنبھال لی....!

عمران سامنے ہی دیکھ رہا تھا! اس کے ہونٹ ذرا سا کھلے اور پھر برابر ہو گئے وہ اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جو ویٹر سے ٹکرانے کے بعد اس سے معافی مانگ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

جیسے ہی ویٹر نے ٹرے میز پر رکھی! عمران اس طرح دوسری طرف مڑا کہ اس کا ہاتھ آرینج اسکوائش کے گلاس سے لگا اور گلاس الٹ گیا....

”اوہو!.... کیا مصیبت ہے!“ عمران بوکھلا کر بولا اور گلاس سیدھا کرنے لگا۔

”تم شاید کبھی شریف آدمیوں کے ساتھ نہیں رہے!“ کرنل ڈکسن جھنجھلا گیا! لیکن بار توش اسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

”میں ابھی دوسرا لاتا ہوں!“ عمران نے صوفیہ کی طرف دیکھ کر کہا اور گلاس اٹھا کر کھڑا ہو گیا! صوفیہ کچھ نہ بولی اس کے چہرے پر بھی ناگواری کے اثرات نظر آ رہے تھے۔

عمران نے کاؤنٹر پر پہنچ کر دوسرا گلاس طلب کیا!.... اتنی دیر میں ویٹر میز صاف کر چکا تھا! عمران گلاس لے کر واپس آ گیا.... صوفیہ کی شلوار اور مارتھا کے اسکرٹ پر آرینج اسکوائش کے دھبے پڑ گئے تھے اس لئے وہ دونوں ہی بڑی شدت سے بور نظر آ رہی تھیں! ایسی صورت میں وہاں زیادہ دیر تک ٹھہرنا قریب قریب ناممکن تھا!.... لیکن اب سوال یہ تھا کہ وہ اٹھیں کس طرح؟ ظاہر ہے کہ اسکرٹ اور شلوار کے دھبے کافی بڑے تھے اور دور سے صاف نظر آ رہے تھے۔

”تم جیسے بدحواس آدمیوں کا انجام میں نے ہمیشہ برا دیکھا۔“ کرنل عمران سے کہہ رہا تھا۔

”ہاں۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”مجھے اس کا تجربہ ہو چکا ہے! ایک بار میں نے سنکھیا کے دھوکے میں لیمن ڈراپ کھا لیا تھا۔“

مارتھا جھلاہٹ کے باوجود مسکرا پڑی۔

”پھر کیا ہوا تھا۔“ عارف نے پوچھا۔

”بچہ ہوا تھا!.... اور مجھے انکل کہتا تھا!“ عمران نے اردو میں کہا۔ ”تم بہت چہکتے ہو لیکن مارتھا تم پر ہرگز عاشق نہیں ہو سکتی۔“

”کیا فضول بکواس کرنے لگے۔“ صوفیہ بگڑ کر بولی۔

عمران کچھ نہ بولا.... وہ کچھ سوچ رہا تھا اور اس کی آنکھیں اس طرح پھیل گئی تھیں جیسے کوئی الو یک بیک روشنی میں پکڑ لایا گیا ہو....

تھوڑی دیر بعد وہ سب واپسی کے لئے اٹھے۔

صوفیہ کی شلوار کا دھبہ تو لمبے فراک کے نیچے چھپ گیا! لیکن مارتھا کے سفید اسکرٹ کا دھبہ بڑا بدنما معلوم ہو رہا تھا۔ جوں توں وہ اسٹیشن ویگن تک آئی۔

عمران کی وجہ سے جو بے لطفی ہو گئی تھی اس کا احساس ہر ایک کو تھا! لیکن سلواتیں سنانے کے علاوہ اور اس کا کوئی کر ہی کیا سکتا تھا!....

اسٹیشن ویگن کرنل ضرغام کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گئی! رات کافی خوشگوار تھی اور مارتھا انور کے قریب ہی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لئے انور نے گاڑی کی رفتار ہلکی ہی رکھی تھی۔

اچانک ایک سنسان سڑک پر انہیں تین باوردی پولیس والے نظر آئے جو ہاتھ اٹھائے گاڑی

کو رکوانے کا اشارہ کر رہے تھے۔ انور نے رفتار اور کم کردی، اسٹیشن ویگن ان کے قریب پہنچ کر رک گئی!۔۔۔۔ ان میں ایک سب انسپکٹر تھا اور دو کانسٹیبل!۔۔۔۔

سب انسپکٹر آگے بڑھ کر گاڑی کے قریب پہنچتا ہوا بولا۔

"اندر کی بتی جلاؤ۔"

"کیوں؟" عمران نے پوچھا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس گاڑی میں بے ہوش لڑکی ہے۔"

"ہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "بے شک ہے۔ بے شک ہے۔"

انور نے اندر کا بلب روشن کر دیا اور سب انسپکٹر چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ایک ایک کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ عمران بڑی دلچسپی سے اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھا!

"کہاں ہے؟" سب انسپکٹر گرجا!۔۔۔۔

"کیا میں بیہوش نہیں ہوں۔" عمران ناک پر انگلی رکھ کر لچکتا ہوا بولا۔ "میں بیہوش ہوں تبھی تو مردانہ لباس پہنتی ہوں!۔۔۔۔ اے ہٹو بھی!"

صوفیہ انور اور عارف بے تحاشہ ہنسنے لگے۔

"کیا بیہودگی ہے۔" سب انسپکٹر جھلا گیا۔

"لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس قسم کی اطلاع کہاں سے آئی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! جاؤ-- وہ کوئی دوسری گاڑی ہوگی!" سب انسپکٹر گاڑی کے پاس سے ہٹ گیا!۔۔۔ گاڑی چل پڑی!۔۔۔۔

مارتھا صوفیہ سے قہقہوں کی وجہ پوچھنے لگی!۔۔۔۔ پھر وہ بھی ہنسنے لگی!

"پتہ نہیں کس قسم کا آدمی ہے!" اس نے کہا۔

اسے توقع تھی کہ عمران اس پر کچھ کہے گا ضرور! لیکن عمران خاموش ہی رہا وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا!

ابھی زیادہ رات نہیں گذری تھی۔ اس لئے گھر پہنچ کر وہ سب کے سب کسی نہ کسی تفریح میں مشغول ہو گئے۔ انور اور بار توش بلیرڈ کھیل رہے تھے! کرنل اور عارف برج کھیلنے کے لئے صوفیہ اور مارتھا کا انتظار کر رہے تھے جو لباس تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمروں میں چلی گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے مارتھا کے کمرے کے دروازے پر دستک دی!

"کون ہے؟" اندر سے آواز آئی۔

"عمران دی گریٹ فول۔"

"کیا بات ہے۔" مارتھا نے دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔ وہ اپنا اسکرٹ تبدیل کر چکی تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہارا اسکرٹ خراب ہو گیا۔"

"کوئی بات نہیں!"

"اوہ نہیں! لاؤ۔۔۔۔ اسکرٹ مجھے دو۔ ورنہ وہ دھبہ مستقل ہو جائے گا!"

"ارے نہیں تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"لاؤ-- تو۔۔۔۔ ورنہ مجھے اور زیادہ افسوس ہوگا!"

"تم سے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔"

تھوڑی ردوقدح کے بعد مارتھا نے اپنا اسکرٹ عمران کے حوالے کر دیا اب وہ صوفیہ کے کمرے میں پہنچا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مارتھا کا اسکرٹ تھا اور دوسرے ہاتھ میں دودھ کی بوتل!

"یہ کیا؟" صوفیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"دھبہ چھڑانے جا رہا ہوں! لاؤ تم بھی شلوار دے دو۔"

"کیا بے تکی بات ہے! عمران صاحب سچ مچ آپ بعض اوقات بہت بور کرتے ہیں۔"

"نہیں لاؤ!۔۔۔۔ پانی نہیں لگے گا! دودھ سے صاف کروں گا!"

"میں کچھ نہیں جانتی!" صوفیہ بھنا گئی!

عمران نے شلوار اٹھالی جو ابھی کرسی کے ہتھے پر پڑی ہوئی تھی۔

صوفیہ اکتائے ہوئے انداز میں اس کی حرکتیں دیکھتی رہی۔ اس نے ایک بڑے پیالے میں دودھ الٹ کر دھبوں کو ملنا شروع کیا! تھوڑی دیر بعد دھبے صاف ہو گئے صوفیہ کی بڑے بالوں والی ایرانی بلی بار بار پیالے پر جھپٹ رہی تھی! عمران اسے ہٹاتا جاتا تھا! جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا تو بلی دودھ پر ٹوٹ پڑی۔ اس بار عمران نے اسے نہیں روکا۔

"کیا پانی سے نہیں دھو سکتے تھے آخر آپ کو اپنی بے وقوفی ظاہر کرنے کا اتنا شوق کیوں ہے!" صوفیہ بولی۔

"ہائیں تو کیا مجھ سے کوئی بے وقوفی سرزد ہوئی ہے!" عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

"خدا کے لئے بور مت کیجئے!" صوفیہ نے بیزاری سے کہا!

"آدم نے جب اس درخت کے قریب جانے سے ہچکچاہٹ ظاہر کی تھی حوا نے بھی یہی کہا تھا!"

صوفیہ کچھ نہ بولی!۔۔۔ اس نے بلی کی طرف دیکھا جو دودھ پیتے پیتے ایک طرف لڑھک گئی تھی!

"ہائیں! یہ اسے کیا ہو گیا۔" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"کچھ نہیں!" عمران نے بلی کی ٹانگ پکڑ کر اسے ہاتھ میں لٹکا لیا!۔۔۔۔

”کیا ہوا اسے!“ صوفیہ چیخ کر بولی۔

”کچھ نہیں۔ صرف بیہوش ہو گئی ہے... اللہ نے چاہا تو صبح سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گی۔“

”آخر یہ آپ کر کیا رہے ہیں۔“ صوفیہ کا لہجہ جارحانہ تھا۔

”وہ نقلی پولیس والے! ایک بیہوش لڑکی ہماری گاڑی میں ضرور پاتے! مگر میں اس طرح لٹکا نہ سکتا۔“

”کیا؟“ صوفیہ آنکھیں پھاڑ کر بولی! ”تو یہ دھبے---“

”ظاہر ہے کہ وہ امرت دھارا کے دھبے نہیں تھے۔“

”لیکن اس کا مطلب؟“

”تمہارا---اغوا.... لیکن میں نے ان کی نہیں چلنے دی۔“

”آپ نے جان بوجھ کر گلاس میں ہاتھ مارا تھا۔“

”ہاں!“ عمران سر ہلا کر بولا ”کبھی کبھی ایسی حماقت بھی سرزد ہو جاتی ہے۔“

”آپ کو معلوم کیسے ہوا تھا!“

عمران نے ایک نامعلوم آدمی کے ویٹر سے ٹکرانے کی داستان دہراتے ہوئے کہا ”میری بائیں آنکھ ہمیشہ کھلی رہتی ہے.... میں نے اسے گلاس میں کچھ ڈالتے دیکھا تھا!“

صوفیہ خوفزدہ نظر آنے لگی۔ عمران نے کہا۔

”اوہ--ڈرو نہیں!.... لیکن تمہیں ہر حال میں میرا پابند رہنا پڑے گا!“

صوفیہ کچھ نہ بولی.... وہ اس احمق ترین عقلمند آدمی کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”اور ہاں دیکھو! اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا!“ عمران نے بیہوش بلی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”عارف اور انور سے بھی نہیں!“

”نہیں کروں گی عمران صاحب! آپ واقعی گریٹ ہیں۔“

”کاش میرے پاپا بھی یہی سمجھتے!“ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

II

انسپکٹر خالد نے بہت عجلت میں فون کا ریسیور اٹھایا!....

”میں خالد ہوں!“ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”کیا آپ فوراً مجھے وقت دے سکیں گے؟ اوہ شکریہ میں ابھی حاضر ہوا!“

اس نے تیزی سے ریسیور رکھا اور کمرے سے نکل گیا!

ڈی-ایس کے آفس کے اردلی نے اس کے لئے چق اٹھائی اور وہ اندر چلا گیا!....

ڈی ایس نے سر کے اشارے سے بیٹھنے کو کہا اور پائپ کو دانتوں سے نکال کر آگے جھک آیا۔

”کرنل ضرغام کا معاملہ بہت زیادہ الجھ گیا ہے۔“ خالد بولا۔

”کیوں؟.... کوئی نئی بات!“

”جی ہاں اور بہت زیادہ اہم! میں نے کرنل کے نوکروں کو ٹٹولنے کی کوشش کی تھی! آخر ایک نے اگل ہی دیا! کرنل کہیں باہر نہیں گیا بلکہ یک بیک غائب ہو گیا ہے۔“

”خوب!“ ڈی ایس نے پائپ ایش ٹرے میں الٹتے ہوئے کہا اور خالد کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

”وہ اپنے مہمانوں کے استقبال کے لئے تنہا اسٹیشن گیا تھا! پھر واپس نہیں آیا!“

”واہ!“ ڈی ایس انگلی سے میز کھٹکھٹاتا ہوا کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔ ”اس کے گھر والوں کو تو بڑی تشویش ہو گی۔“

”قطعی نہیں! یہی تو حیرت کی بات ہے۔“

”آہم!“ ڈی-ایس نے پیر پھیلا کر طویل انگڑائی لی.... اور کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

”پھر تمہارا کیا خیال ہے۔“ ڈی ایس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

”میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔“

”واہ یہ بھی کیا کوئی مشکل مسئلہ ہے!“ ڈی ایس مسکرایا.... ”کرنل ضرغام بھی شفٹن کی دھمکیوں سے نہ بچا ہو گا!.... لیکن وہ غائب ہو گیا.... اس نے پولیس کو اطلاع نہیں دی! دوسروں نے پولیس کو اطلاع دی تھی اور وہ سب موجود ہیں اس لائن پر سوچنے کی کوشش کرو۔“

”میں سوچ چکا ہوں!“

”اور پھر بھی کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچے۔“

”جی نہیں!“

”کمال ہے!.... ارے بھئی یہ تو ایک بہت ہی واضح قسم کا اشارہ ہے۔“

”آپ ہی رہنمائی کیجئے!.... میں تو ابھی بقول شخصے مبتدی ہوں!.... آپ ہی سے سیکھنا ہے مجھے۔“ خالد نے کہا۔

”دیکھو!.... تم دو ایسے آدمیوں کے نام دھمکی کے خطوط لکھو جن میں سے ایک تم سے واقف ہو اور دوسرا ناواقف!....“ فرض کرو تم اپنی موجودہ حیثیت میں دونوں کو لکھتے ہو کہ وہ خطرے میں ہیں اور کسی وقت بھی گرفتار کئے جا سکتے ہیں! وہ شخص جو تمہیں نہیں جانتا اسے مذاق سمجھے گا۔ یہی سوچے گا کہ کسی نے اسے بیوقوف بنایا ہے!.... لیکن اس شخص پر اس کا کیا اثر ہو گا جو

تم سے اور تمہارے عہدے سے بخوبی واقف ہے!“

”بدحواس ہو جائے گا۔“ خالد بولا۔

”ٹھیک! اسی طرح شفٹن کے معاملہ کو لے لو.... ہمارے لئے بھی یہ نام نیا ہے! چہ جائیکہ وہ لوگ جنہیں خطوط موصول ہوئے ہیں!.... کرنل ہمارے پاس شکایت لے کر نہیں آیا! اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ شفٹن سے واقف ہے اور اس طرح غائب ہو جانے کے یہ معنی ہوئے کہ شفٹن انتہائی خطرناک ہے!.... اتنا خطرناک کہ پولیس بھی اس کا کچھ نہیں کر سکتی!“

”میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں کرنل ضرغام ہی شفٹن نہ ہو!“ خالد نے کہا۔

”اگر وہ شفٹن ہی ہے تو اس کے احمق ہونے میں کوئی شبہ نہیں!“ ڈی-ایس بولا۔

”اگر وہ شفٹن ہی ہے تو اسے ہمارے پاس ضرور آنا چاہئے تھا!.... نہیں.... خالد وہ شفٹن نہیں ہے۔ ورنہ اس طرح غائب نہ ہوتا!“

”تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے!“

”کرنل ضرغام کو تلاش کرو۔“

کچھ دیر خاموشی رہی پھر ڈی-ایس نے پوچھا۔ ”عمران کا کیا رہا۔“

”کچھ نہیں! اس کی شخصیت بھی بڑی پراسرار ہے۔“

ڈی-ایس ہنسنے لگا! پھر اس نے کہا ”کیپٹن فیاض نے میرے تار کا جواب دیا ہے! عمران کے متعلق اس نے لکھا ہے کہ وہ ایک پرلے سرے کا احمق آدمی ہے۔ فیاض کا دوست ہے۔ یہاں تفریحاً آیا ہے! اکثر حماقتوں کے سلسلے میں مصیبتیں مول لے بیٹھتا ہے اسی لئے فیاض نے مجھے خط لکھ دیا تھا کہ اگر ایسی کوئی بات ہو تو اس کی مدد کی جائے!“

”مگر صاحب! وہ کرنل ضرغام کا پرائیویٹ سیکرٹری کیسے ہو گیا۔“

”مجھے بھی فیاض کی کہانی پر یقین نہیں!“ ڈی-ایس نے کہا! ”یہ فیڈرل والے کبھی کھل کر کوئی بات نہیں بتاتے!“

اس کے بعد کمرے میں گہری خاموشی مسلط ہو گئی!

۱۲

مہمانوں کی وجہ سے عارف اور انور کو ایک ہی کمرے میں رہنا پڑتا تھا! یہ کمرہ صوفیہ کے کمرے سے ملا ہوا تھا اور درمیان میں صرف ایک دروازہ حائل تھا!

عمران نے عارف کے سامنے ایک تجویز پیش کی!.... اسے یقین تھا کہ عارف فورا تیار ہو جائے گا۔ تجویز یہ تھی کہ عارف عمران کے کمرے میں چلا جائے اور عمران عارف کی جگہ انور کے ساتھ رہنا شروع کر دے۔ عارف اس تجویز پر کھل اٹھا۔ کیونکہ عمران کا کمرہ مارتھا کے کمرے کے برابر تھا انور کو اس تبدیلی پر بڑی حیرت ہوئی اور ساتھ ہی افسوس بھی! وہ سوچ رہا تھا کہ کاش عمران نے اپنی جگہ اسے بھیجا ہوتا!....

”آخر آپ نے وہ کمرہ کیوں چھوڑ دیا۔“ انور نے اس سے پوچھا۔

”ارے بھئی.... کیا بتاؤں! بڑے ڈراؤنے خواب آنے لگے تھے“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”ڈراؤنے خواب!“ انور نے حیرت کا اظہار کیا۔

”آہا! کیوں نہیں!.... مجھے انگریز لڑکیوں سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے۔“

انور ہنسنے لگا! لیکن عمران کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا!

تھوڑی دیر بعد انور نے کہا۔ ”لیکن آپ نے عارف کو وہاں بھیج کر اچھا نہیں کیا!“

”اچھا تو تم چلے جاؤ۔“

”میرا.... یہ مطلب نہیں!“ انور ہکلایا۔

”پھر کیا مطلب ہے۔“

”عارف کوئی کام سوچ سمجھ کر نہیں کرتا۔“

”ہائیں! تو کیا میں نے اسے وہاں کوئی کام کرنے کے لئے بھیجا ہے۔“

”مطلب یہ نہیں -- بات یہ ہے....“

”تو وہی بات بتاؤ ---- بتاؤ نا۔“

”کہیں وہ کوئی حرکت نہ کر بیٹھے۔“

”کیسی حرکت!“ عمران کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں۔

”اوہ! آپ سمجھے ہی نہیں! یا پھر بن رہے ہیں! میرا مطلب ہے کہ کہیں وہ اس پر ڈورے نہ ڈالے۔“

”اوہ سمجھا!“ عمران نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔ ”مگر ڈورے ڈالنے میں کیا نقصان ہے! فکر کی بات تو اس وقت تھی جب وہ رسیاں ڈالتا۔“

”ڈورے ڈالنا محاورہ ہے عمران صاحب!“ انور جھلاہٹ میں اپنی ران پیٹ کر بولا۔

”میں نہیں سمجھا!“ عمران نے احمقوں کی طرح کہا۔

”اف فوہ! میرا مطلب ہے کہ کہیں وہ اسے پھانس نہ لے!“

”لاحول ولا قوۃ --- تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں چلے!“

"ذرا مارتھا کو ہوشیار کر دوں!"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی!" انور بھی کھڑا ہو گیا! "عجیب بات ہے!"

"پھر تم کیا چاہتے ہو!"

"کچھ بھی نہیں!" انور اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"یار تم اپنے دماغ کا علاج کرو!" عمران بیٹھتا ہوا ناراضگی کے لہجے میں بولا۔

"جب کچھ بھی نہیں تھا تو تم نے میرا اتنا وقت کیوں برباد کرایا!"

"چلئے سو جائیے!" انور پلنگ پر گرتا ہوا بولا۔ "آپ سے خدا سمجھے۔"

"نہیں بلکہ تم سے خدا سمجھے اور پھر مجھے اردو میں سمجھائے۔ تمہاری باتیں تو میرے پلے ہی نہیں پڑتیں۔"

انور نے چادر سر تک گھسیٹ لی۔

عمران بدستور آرام کرسی پر پڑا رہا.... انور نے سونے کی کوشش شروع کر دی تھی! لیکن ایسے میں نیند کہاں! اسے یہ سوچ سوچ کر کوفت ہو رہی تھی کہ عارف مارتھا کو لطیفے سنا سنا کر ہنسا رہا ہو گا۔ مارتھا خود بھی بڑی باتونی تھی اور بکواس کرنے والے اسے پسند تھے!.... انور میں سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ جس لڑکی کے متعلق زیادہ سوچتا تھا اس سے کھل کر بات نہیں کر سکتا تھا!.... آج کل مارتھا ہر وقت اس کے ذہن پر چھائی رہتی تھی اس لئے وہ اس سے گفتگو کرتے وقت ہکلاتا ضرور تھا! اس نے عمران کی طرف کروٹ بدلتے وقت چادر چہرے سے ہٹا دی!

"آخر کرنل صاحب کہاں گئے!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"آہا--- بہت دیر میں چونکے!" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ انہیں کوئی حادثہ پیش آگیا!"

"کیا؟" انور اچھل کر بیٹھ گیا!....

"اوہو! فکر نہ کرو! حادثہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہیں پریشان ہونا پڑے۔"

"دیکھئے عمران صاحب! اب یہ معاملہ ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے! میں کل صبح کسی بات کی پرواہ کئے بغیر کرنل صاحب کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرا دوں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا! وہ کسی گہری سوچ میں تھا!.... انور بڑبڑاتا رہا۔

"کرنل صاحب! بوڑھے ہو گئے ہیں! مجھے تو اب ان کے صحیح الدماغ ہونے میں بھی شبہ ہے۔"

"ہاں! اچھا تو وہ رپورٹ کیا ہو گی!" اس نے پوچھا۔

"یہی کہ کرنل صاحب کسی نامعلوم آدمی یا گروہ سے خائف تھے اور اچانک غائب ہو گئے۔"

"ہوں اور رپورٹ کرنے میں تاخیر کی وجہ کیا بتاؤ گے!"

"یہ بھی بڑی بات نہیں! کہہ دوں گا کہ کرنل صاحب کے خوف کی وجہ سے حیص بیص میں تاخیر ہوئی! وہ پولیس کو رپورٹ دینے کے خلاف تھے۔"

"ٹھیک ہے!" عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ضرور رپورٹ کر دو۔"

انور متحیرانہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"لیکن" عمران نے کہا۔ "تم میرے متعلق ہرگز کچھ نہ کہو گے! سمجھے! میں صرف کرنل کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔"

"کیا آپ اس وقت سنجیدہ ہیں۔"

"میں غیر سنجیدہ کب رہتا ہوں۔"

"آخر اب آپ رپورٹ کے حق میں کیوں ہو گئے۔"

"ضرورت!.... حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہا!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں ایک چھوٹا سا بنگلہ بنوانا چاہتا ہوں! ایک خوبصورت سی بیوی چاہتا ہوں اور ڈیڑھ درجن بچے!"

انور پھر جھلا کر لیٹ گیا اور چادر کھینچ لی۔

۱۳

عمران نے سنجیدہ صورت بارتوش کو حیرت سے دیکھا جو زمین پر دو زانو بیٹھا ایک ننھے سے خود رو پودے پر جھکا ہوا شائد اسے سونگھ رہا تھا!....

پھر شاید بارتوش نے بھی عمران کو دیکھ لیا!.... اس نے سیدھے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے جھاڑے اور مسکرا کر بولا۔

"مجھے جڑی بوٹیوں کا خبط ہے۔"

"اچھا!" عمران نے حیرت ظاہر کی! "تب تو آپ اس بوٹی سے ضرور واقف ہوں گے جسے کھا کر آدمی کتوں کی طرح بھونکنے لگتا ہے۔"

بارتوش مسکرا پڑا.... اس نے کہا! "میرا خیال ہے کہ میں نے کسی ایسی بوٹی کے متعلق آج تک نہیں سنا۔"

"نہ سنا ہو گا.... لیکن میں نے سنا ہے۔ مجھے جڑی بوٹیوں سے عشق ہے۔"

"اوہو!" بار توش نے حیرت کا اظہار کیا! "اگر یہ بات ہے تو آپ ضرور میری مدد کریں گے۔"

"مدد" عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا....

"ہاں! ایک بوٹی ہی کی تلاش مجھے سوناگری لائی ہے!" بار توش بولا!

"اگر وہ مل جائے...."

عمران نے پہلی بار اس کے چہرے سے سنجیدگی رخصت ہوتے دیکھی! اس کی سپاٹ آنکھوں میں ہلکی سی چمک آگئی تھی اور ایک پل کے لئے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ کسی بچے کا چہرہ ہو۔

"اگر وہ بوٹی مل جائے!" بار توش نے گلا صاف کر کے کہا۔ "میں نے سنا ہے کہ وہ یہاں کسی مقام پر بکثرت ملتی ہے۔"

"لیکن اس کی خاصیت کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ابھی نہیں.... ابھی نہیں میں پھر بتاؤں گا!"

"خوب!" عمران کچھ سوچنے لگا! پھر اس نے کہا "کیا سونا بنتا ہے!.... اس سے!"

"اوہ--- تم سمجھ گئے!" بار توش نے قہقہہ لگایا۔

"بوٹی کی پہچان کیا ہے!" عمران نے پوچھا۔

"پورے پودے میں صرف تین پتیاں ہوتی ہیں!.... گول گول سی!"

"ہم ضرور تلاش کریں گے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

وہ کرنل کی کوٹھی سے زیادہ فاصلہ پر نہیں تھے!.... بار توش نے ایک فرلانگ لمبے نشیب کی طرف اشارہ کر کے کہا! "ہمیں وہاں سے اپنی تلاش شروع کرنی چاہئے! لمبی پتیوں والی کانٹے دار جھاڑیاں وہاں بکثرت معلوم ہوتی ہیں۔"

"مگر ابھی تو گول پتیوں کی بات تھی۔" عمران بولا۔

"اوہ.... ٹھیک ہے! وہ بوٹی دراصل ایسی ہی جھاڑیوں کے قریب اُگتی ہے!" بار توش نے کہا۔

وہ دونوں نشیب میں اترنے لگے۔

"انور صاحب کہاں ہیں۔" بار توش نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا!"

"میں جانتا ہوں۔" بار توش مسکرا کر بولا۔ "وہ کرنل ضرغام کی گمشدگی کی رپورٹ کرنے گئے ہیں۔"

"کیا؟" عمران چلتے چلتے رک گیا۔

"ہاں! انہوں نے مجھ سے یہی کہا تھا۔"

"بیڑا غرق ہو گیا!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"آخر اس میں حرج ہی کیا ہے! میں نہیں سمجھ سکتا۔"

"آپ کبھی نہیں سمجھ سکتے مسٹر بار توش!" عمران زمین پر اکڑوں بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا کسی ایسی بیوہ عورت کی طرح جس کی بیمہ کی پالیسی ضبط کر لی گئی ہو۔

"آپ بہت پریشان نظر آرہے ہیں۔" بار توش بولا۔

"رنگ میں بھنگ ہو گیا!.... پیارے مسٹر بار توش!"

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں!".... عمران گلوگیر آواز میں بولا۔ "اب یہ شادی ہرگز نہ ہو سکے گی۔"

"کیسی شادی!"

"کرنل ضرغام کی شادی۔"

"صاف صاف بتایئے!" بار توش اسے گھورنے لگا۔

"وہ اپنی لڑکی سے چھپا کر شادی کر رہے ہیں۔"

"اوہ-- تب تو واقعی...." بار توش کچھ کہتے کہتے رک گیا! وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر ہنس کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ کرنل کافی معمر ہو گا.... بڑھاپے کی شادی بڑی بے لطف چیز ہے!.... مجھے دیکھئے میں نے آج تک شادی ہی نہیں کی...."

"یہ بہت اچھی بات ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہم شائد کسی بوٹی کی تلاش میں نیچے جا رہے تھے۔"

"اوہ--- ہاں!" بار توش نے کہا اور پھر وہ نشیب میں اترنے لگے! نیچے پہنچ کر انہوں نے بوٹی کی تلاش شروع کر دی! عمران بڑے انہماک کا اظہار کر رہا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے خود ہی بار توش کو اس کام کے لئے اپنے ساتھ لایا ہو۔ وہ کوٹھی سے کافی دور نکل آئے تھے اور کچھ اس قسم کی چٹانیں درمیان میں حائل ہو گئی تھیں کہ کوٹھی بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

"مسٹر بار توش!" عمران یک بیک بولا "ابھی تو ہمیں ایک بھی خرگوش نہیں دکھائی دیا!.... میرا خیال ہے کہ اس طرف خرگوش پالے ہی نہیں جاتے۔"

"خرگوش۔" بار توش نے حیرت سے کہا۔

"بیکار ہے! واپس چلئے!" عمران بولا۔ "مجھے پہلے ہی سوچنا چاہئے تھا! یہاں خرگوش بالکل نہیں ہیں!"

"ہم بوٹی کی تلاش میں آئے تھے!" بار توش نے کہا۔

"اوہ-- لاحول ولا قوۃ.... میں ابھی تک خرگوش تلاش کرتا رہا۔" عمران نے برا سا منہ بنایا۔

لیکن وہ حقیقتاً اپنے گرد و پیش سے بے خبر نہیں تھا!.... اس نے دائیں ہاتھ والی چٹان کے پیچھے سے تین سر ابھرتے دیکھ لئے تھے!....

بار توش کی نظر خودرو پودوں میں بھٹک رہی تھی!....

اچانک پانچ چھ آدمیوں نے چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر انہیں اپنے نرغے میں لے لیا! انہوں نے اپنے چہرے نقابوں سے چھپا رکھے تھے اور ان میں دو ایسے بھی تھے جن کے ہاتھ میں ریوالور تھے!

"یہ کیا ہے!" بار توش نے بوکھلا کر عمران سے پوچھا۔

"پتہ نہیں!" عمرن نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ!" دفعتاً بار توش چیخ کر ان لوگوں کی طرف جھپٹا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی نے اس کی پیشانی پر مکا رسید کر دیا.... اور بار توش تیورا کر اس طرح گرا کہ پھر نہ اٹھ سکا! شائد وہ بیہوش ہو گیا تھا!

"چلو باندھ لو اسے!" ایک نے عمران کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ایک منٹ!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا چند لمحے انہیں گھورتا رہا پھر بولا "میں جھوٹ بول رہا تھا یہاں خرگوش پائے جاتے ہیں۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"جی ہاں۔"

"پکڑو اسے!" اس نے پھر اپنے ساتھیوں کو للکارا!....

"بس ایک منٹ!" عمران نے لجاجت سے کہا۔ "میں ذرا وقت دیکھ لوں!.... مجھے ڈائری لکھنی پڑتی ہے۔"

اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"مجھے افسوس ہے گھڑی بند ہو گئی! اب آپ لوگ پھر کبھی ملئے گا!"

تین آدمی اس پر ٹوٹ پڑے! عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا! وہ تینوں اپنے ہی زور میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے!.... پھر ایک نے سنبھل کر عمران پر دوبارہ جست لگائی۔

"ارے- ارے.... یہ کیا مذاق ہے!" عمران نے کہتے ہوئے جھک کر اس کے سینے پر ٹکر ماری اور وہ چاروں شانے چت گرا۔

"خبردار.... گولی مار دوں گا!" عمران نے جیب سے فاؤنٹین پن نکال کر بقیہ دو آدمیوں کو دھمکی دی جو اس کی طرف بڑھ رہے تھے! ان میں سے ایک کو ہنسی آ گئی!

"ہاتھ اٹھاؤ اپنے!" ریوالور والا گرجا۔

عمران نے چپ چاپ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!

اس کی طرف بڑھتے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اپنی جیب میں سے ریشم کی ڈور کا لچھا نکالا اور جیسے ہی اس نے عمران کے ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی عمران نے فاؤنٹین پن اس کے داہنے بازو پر رکھ دیا!....

وہ یک لخت چیخ کر نہ صرف پیچھے ہٹ گیا بلکہ اچھل کر ان دونوں کی طرف بھاگا جن کے پاس ریوالور تھے اور پھر اس نے ایک کے ہاتھ سے ریوالور چھین کر بے تحاشا عمران پر فائر کر دیا!

پھر انہوں نے عمران کی چیخ سنی! وہ زمین پر گر کر نشیب میں لڑھک رہا تھا!

"یہ کیا کیا تو نے!" وہ آدمی چیخا جس کے ہاتھ سے ریوالور چھینا گیا تھا!.... پھر وہ فائر کرنے والے کو ایک طرف دھکیل کر تیزی سے آگے بڑھا!....

چٹان کے سرے پر آ کر اس نے نیچے دیکھا!.... اسے عمران کی ٹانگیں دکھائی دیں۔ بقیہ جسم ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ میں تھا!.... وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا!

پھر جیسے ہی وہ پتھر پر ہاتھ ٹیک کر عمران کی لاش پر جھکا.... لاش نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی!....

حملہ آور نے بڑا زور مارا مگر اس کی گردن عمران کی گرفت سے نہ نکل سکی۔ اب عمران اٹھ کر بیٹھ گیا تھا!.... اوپر دوسرے حملہ آور بھی چٹان کے سرے پر آ گئے تھے۔

"خبردار!.... چھوڑ دو! ورنہ گولی مار دوں گا۔" اوپر سے کسی نے چیخ کر کہا!

عمران کے شکار پر قریب قریب غشی سی طاری ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اب اسے اپنی ڈھال ہی بنا لے!....

"مار دو گولی۔" عمران نے کہا! "مگر شرط یہ ہے کہ گولی اس کا سینہ چھیدتی ہوئی میرے کلیجے کے پار ہو جائے! یا پھر اپنے دونوں ریوالور یہاں میرے پاس پھینک دو ورنہ میں اسے جنت کی طرف روانہ کر دوں گا۔"

اس کی گرفت میں جکڑے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے تھے اوپر سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا!

عمران نے پھر ہانک لگائی "تو میں ختم کرتا ہوں قصہ!"

"ٹھہرو!" اوپر سے آواز آئی۔

"کتنی دیر ٹھہروں! میں نے ایسا واہیات بزنس آج تک نہیں کیا! بھئی اس ہاتھ دے اس ہاتھ

لے۔"

"ماردو گولی پرواہ نہ کرو۔" کسی دوسرے نے کہا۔

اچانک ایک فائر ہوا اور وہ سب بوکھلا گئے!.... کیونکہ سامنے والی چٹانوں سے کسی نے دو فائر ان پر کئے۔

انہوں نے بھی ایک بڑے پتھر کی آڑ لے لی اور سامنے والی چٹانوں پر فائر کرنے لگے! عمران نے بیہوش آدمی کو تو وہیں چھوڑا اور خود ایک دوسرے پتھر کی اوٹ میں ہو گیا جو دونوں طرف کے مورچوں کی زد سے باہر تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ آخر دوسری طرف سے فائر کرنے والا کون ہو سکتا ہے! کیا کوٹھی تک اس ہنگامے کی خبر پہنچ گئی! پھر اسے بارتوش کا خیال آیا جسے وہ اوپر ہی چھوڑ آیا تھا

کافی دیر تک دونوں طرف سے گولیاں چلتی رہیں! عمران بدستور پتھر کی اوٹ میں چھپا رہا! اگر وہ ذرا بھی سر ابھارتا تو کسی طرف کی گولی اس کے سر کے پرخچے ضرور اڑا دیتی!.... اس کے ہاتھ میں اب بھی فاؤنٹین پن دبا ہوا تھا لیکن اس میں نب کی بجائے ایک چھوٹا سا چاقو تھا!.... عمران نے جیب سے اس کا ڈھکن نکال کر اس پر فٹ کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا! اچانک فائر کی آوازیں بند ہو گئیں! شائد تین چار منٹ تک سناٹا رہا! پھر سامنے سے ایک فائر ہوا-- لیکن نقاب پوشوں کی طرف سے اس کا جواب نہیں دیا گیا! تھوڑے تھوڑے وقفے سے دو تین فائر اور ہوئے مگر نقاب پوشوں کی طرف خاموشی ہی رہی۔

عمران رینگتا ہوا پتھر کی اوٹ سے نکلا اور پھر اس طرف بڑھا جہاں اس نے بیہوش نقاب پوش کو چھوڑا تھا-- مگر-- وہ اب وہاں نہیں تھا۔

اس نے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنی! وہ تیزی سے مڑا! لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ آنے والا انسپکٹر خالد تھا۔

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" خالد نے آتے ہی پوچھا! پھر وہ اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔

"آئی تو ہے!" عمران نے بسور کر کہا۔

"کہاں"

جواب میں عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوتے کہا۔ "یہاں!.... کیونکہ مقابلہ چند پردہ نشین خواتین سے تھا۔"

"خالد ہنستا ہوا اوپر چڑھنے لگا!" عمران اس کے پیچھے تھا!....

اوپر انہیں بیہوش بارتوش کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا! قریب ہی ریوالور کے بہت سے خالی کارتوس پڑے ہوئے تھے!.... خالد چٹانیں پھلانگتا ہوا کافی دور نکل گیا تھا! عمران بارتوش پر نظر

جمائے کھڑا رہا!....

"اتنی لمبی بیہوشی پیارے بارتوش!" عمران بڑبڑایا اور اس کے قریب ہی اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے کوئی عورت اپنے شوہر کی لاش پر بین کرتے کرتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئی ہو!

خالد ہانپتا ہوا واپس لوٹ آیا۔

"بھاگ گئے!" اس نے عمران کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا! "اب آپ انکار نہیں کر سکتے۔"

"کس بات سے!" عمران نے مغموم لہجے میں پوچھا۔

"اسی سے کہ آپ ان سے واقف نہیں ہیں۔"

"اوہ--- میں نے بتایا نا کہ چند خواتین....!"

"عمران صاحب!" خالد احتجاجاً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "آپ قانون سے ٹکرانے کی کوشش کر رہے ہیں!.... ہمیں مجبور نہ کیجئے کہ ہم آپ کے خلاف کوئی کارروائی کر بیٹھیں۔"

"یار عقل پر ناخن مارو! یا جو کچھ بھی محاورہ ہو!" عمران بیزاری سے بولا۔ "اگر میں انہیں جانتا ہی ہوتا تو وہ پردہ نشین بن کر کیوں آتے، واہ خوب اچھا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں۔"

خالد کسی سوچ میں پڑ گیا....

"تم یہاں تک پہنچے کس طرح۔" عمران نے پوچھا!

"آپ کی تلاش میں کوٹھی کی طرف گیا تھا! وہاں معلوم ہوا کہ آپ ادھر آئے ہیں۔ یہاں آیا تو یہ معاملہ درپیش آیا! مجبوراً مجھے بھی گولیاں چلانی پڑیں۔"

"شکریہ!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی؟"

"کیا...." خالد اسے گھورنے لگا۔

"کوٹھی یہاں سے بہت فاصلہ پر نہیں ہے کہ وہاں تک فائروں کی آوازیں نہ پہنچی ہوں گی۔"

"ضرور پہنچی ہوں گی۔"

"لیکن پھر بھی کوئی ادھر نہ آیا!.... حیرت کی بات ہے یا نہیں!"

"ہے تو۔" خالد بولا اور اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگا!

بارتوش نے دو تین بار جنبش کی اور پھر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا! چاروں طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ کر اس نے آنکھیں ملنی شروع کر دیں!.... پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"وہ.... وہ.... لوگ!" وہ عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا....

"وہ لوگ ساری بوٹیاں کھود کر لے گئے۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا پھر اٹھتا ہوا بولا!

"اب ہمیں واپس چلنا چاہئے۔"

وہ کوٹھی کی طرف چل پڑے! بار توش سہارے کے لئے عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھے لنگڑاتا ہوا چل رہا تھا!....

"انہیں کیا ہوا تھا۔" خالد نے پوچھا۔

"انہیں بوٹی ہو گیا تھا۔" عمران بولا۔

۱۴

کوٹھی کے قریب پہنچ کر عمران اپنے نتھنے اس طرح سکوڑنے لگا جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو! پھر وہ اچانک چلتے چلتے رک کر خالد کی طرف مڑا۔

"کیا آپ بھی کسی قسم کی بو محسوس کر رہے ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں محسوس تو کر رہا ہوں! کچھ میٹھی میٹھی سی بو! غالباً یہ سڑتے ہوئے شہتوتوں کی بو ہے۔"

"ہرگز نہیں!" وہ کوٹھی کی طرف دوڑتا ہوا چلا گیا.... پھر پچھلے دروازے میں داخل ہوتے ہی دوبارہ اچھل کر باہر آ گیا اتنے میں خالد اور بار توش بھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

"کیا بات ہے۔" خالد نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اندر کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "نہیں اندر مت جاؤ وہاں سنتھیلک گیس بھری ہوئی ہے!.... یہ میٹھی میٹھی سی بو اسی کی ہے۔"

"سنتھیلک گیس!" خالد بڑبڑایا۔ "یہ ہے کیا بلا۔"

"ذہن کو وقتی طور پر معطل کر دینے والی گیس! میرا خیال ہے کہ اندر کوئی بھی ہوش میں نہ ہوگا۔" عمران بولا۔

دفعتاً انہوں نے ایک چیخ سنی اور ساتھ ہی کرنل ڈکسن عمارت کے عقبی دروازے سے اچھل کر نیچے آ رہا.... وہ بڑے کرب کے عالم میں اپنے ہاتھ پیر پٹخ رہا تھا.... چہرہ سرخ ہو گیا تھا آنکھوں اور ناک سے پانی بہہ رہا تھا۔

خالد نے اس سے کچھ پوچھنا چاہا لیکن عمران جلدی سے ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اس کا وقت نہیں ہمیں اندر والوں کے لئے کچھ کرنا چاہئے ورنہ ممکن ہے ان میں سے کوئی مر ہی جائے۔" پھر اس نے بار توش کو وہیں ٹھہرنے کو کہا اور خالد کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے بے تحاشا دوڑنے لگا!.... وہ دونوں چکر کاٹ کر کوٹھی کے بیرونی برآمدے میں آئے۔ یہاں بو اور زیادہ تیز تھی!.... عمران نے اپنی ناک دبائی اور تیر کی طرح اندر گھستا چلا گیا!.... خالد نے بھی اس کی تقلید کی.... لیکن تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اس کا دم گھٹنے لگا! وہ پلٹنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے عمران کو دیکھا جو کسی کو پیٹھ پر لادے ہوئے واپس آ رہا تھا خالد ایک طرف ہٹ گیا اور پھر وہ بھی اسی کے ساتھ باہر ہی چلا گیا۔

عمران نے بیہوش عارف کو باہر باغ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "یار ہمت کرو! ان سب کی زندگیاں خطرے میں ہیں! کیا تم دس پانچ منٹ سانس نہیں روک سکتے؟"

پھر کسی نہ کسی طرح انہوں نے ایک ایک کر کے ان سب کو کوٹھی سے نکالا مگر صوفیہ ان میں نہیں تھی! عمران نے پوری کوٹھی کا چکر لگا ڈالا.... لیکن صوفیہ کہیں نہ ملی۔

انہیں ہوش میں لانے اور کوٹھی کی فضا صاف ہونے میں قریب قریب دو گھنٹے لگ گئے.... ان میں سے کسی نے بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہ بتائی!.... کسی کو اس کا احساس نہیں ہو سکا تھا کہ وہ سب کیوں اور کس طرح ہوا....

"عمران صاحب۔" خالد بڑے غصے میں بولا۔ "پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے! اب آپ کو بتانا ہی پڑے گا!.... یہ واقعہ ایسا پیچیدہ بھی نہیں ہے کہ میں کچھ سمجھ ہی نہ سکوں!.... آخر کرنل کی صاحبزادی کہاں غائب ہو گئیں!"

"اگر تم سمجھ گئے ہو تو مجھے بھی بتا دو! میں تو کچھ نہیں جانتا!" عمران نے خلافِ توقع بڑے خشک لہجے میں کہا!....

"یا تو یہ خود صاحبزادی ہی کی حرکت ہے یا پھر کسی اور کی جو اس طرح انہیں اٹھا لے گیا!" خالد بولا۔

"اسے شفٹن لے گیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"تو آخر اب تک وقت برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" خالد جھنجھلا گیا۔

"وقت کی بربادی سے تمہاری کیا مراد ہے!" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا!

"جب میں نے شفٹن کے متعلق پوچھا تھا تو آپ نے لاعلمی ظاہر کی تھی.... پھر آپ نے اس سلسلہ میں اس کا نام کیوں لیا۔"

"تو پھر کیا شہنشاہ باؤڈائی کا نام لیتا۔"

"دیکھئے آپ ایسی صورت میں بھی معاملات کو الجھانے سے باز نہیں آ رہے!"

"یار میں ہوں کون۔" عمران گردن جھٹک کر بولا۔ "تم سرکاری آدمی ہو! اس سلسلے میں ہم لوگوں کے بیانات نوٹ کرو۔ کچھ تسلی دلاسے کو راہ دو! مجھ پر چند پردہ نشین خواتین نے حملہ کیا تھا۔ اس کا حال پر ملال بھی لکھو! وغیرہ وغیرہ۔"

”میں آپ کو اپنے ساتھ آفس لے چلنا چاہتا ہوں!“ خالد بولا۔

”دیکھو دوست میں وقت برباد کرنے کے لئے تیار نہیں۔“

”مجھے کسی سخت اقدام پر مجبور نہ کیجئے۔“ خالد کا لہجہ کچھ تیز ہو گیا۔

”اچھا--- یہ بات ہے!“ عمران طنزیہ انداز میں بولا۔ ”کیا کرلیں گے جناب! کیا اس کوٹھی کے کسی فرد نے آپ سے مدد طلب کی ہے!.... آپ ہمارے معاملات میں مداخلت کرنے والے ہوتے ہی کون ہیں۔“

دوسرے لوگ صوفوں پر خاموش پڑے ان کی گفتگو سن رہے تھے! کسی میں بھی اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ اظہار خیال کے لئے زبان ہلا سکتا.... ان کی حالت بالکل غیر متعلق تماشائیوں کی سی تھی!.... انسپکٹر خالد نے ان پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور عمران سے بولا۔

”عمران صاحب! مجھے محض کیپٹن فیاض کا خیال ہے.... ورنہ!“

اچانک بارتوش نے مداخلت کی اس نے انگریزی میں کہا۔

”لڑکی کے لئے تم لوگ کیا کر رہے ہو! یقیناً یہ انہیں بدمعاشوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔“

”ہاں مائی ڈیر مسٹر خالد۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”فی الحال ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ صوفیہ کہاں گئی۔“

خالد کچھ نہ بولا۔ عمران کمرے سے برآمدے میں آ گیا!.... خالد نے بھی اس کی تقلید کی۔

”کسی غیر آباد جگہ پر مکان تعمیر کرنا بہت برا ہے۔“ بارتوش نے کہا جو دروازے میں کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

اچانک عمران برآمدے سے اتر کر ایک طرف چلنے لگا.... پھر وہ خودرو گلاب کی جھاڑیوں کے پاس رک کر جھکا۔

یہ ایک سیاہ رنگ کا زنانہ سینڈل تھا جس نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تھی۔

خالد اور بارتوش بھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

”اوہ--- یہ تو لڑکی ہی کا معلوم ہوتا ہے۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کی نظر سینڈل سے ہٹ کر کسی دوسری چیز پر جم گئی.... پھر وہ دفعتاً خالد کی طرف مڑا....

”تم تو سوناگری کے چپے چپے سے واقف ہو گے۔“ اس نے خالد سے پوچھا۔

”نہ صرف سوناگری بلکہ مضافات پر بھی میری نظر ہے۔“ خالد نے کہا لیکن اس کا لہجہ خوشگوار نہیں تھا۔

”کیا یہاں کوئی ایسا علاقہ بھی ہے جہاں کی مٹی سرخ رنگ کی ہو۔“

خالد سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

”آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“

عمران نے زمین سے سرخ چکنی مٹی کا ایک ٹکڑا اٹھایا جس میں خفیف سے نمی بھی موجود تھی۔

”میرا خیال ہے۔“ اس نے کہا۔ ”یہ مٹی کسی جوتے کے سول اور ایڑی کی درمیانی جگہ میں چپکی ہوئی تھی اور یہاں کم از کم دو دو میل کے گھیرے میں میں نے کہیں نرم زمین نہیں دیکھی!.... اسے دیکھو اس میں ابھی نمی بھی باقی ہے۔

خالد نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر الٹتے پلٹتے ہوئے کہا۔

”پلٹن پڑاؤ کے علاقہ میں ایک جگہ ایسی نرم زمین ملتی ہے! وہاں دراصل ایک چھوٹی سی ندی بھی ہے۔ اس کے کنارے کی زمین.... اس کی مٹی میں ہمیشہ نمی موجود رہتی ہے۔“

”کیا وہ کوئی غیر آباد جگہ ہے۔“

”غیر آباد نہیں کہہ سکتے!.... کم آباد ضرور ہے! وہاں زیادہ تر اونچے طبقے کے لوگ آباد ہیں۔“

”کیا تم مجھے اپنی موٹر سائیکل پر وہاں لے چلو گے۔“

”ہو سکتا ہے!“ خالد نے سوچتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو ٹھہرو!“ عمران نے کہا اور کوٹھی کے اندر چلا گیا.... اس نے انور کو مخاطب کیا جو ایک صوفے پر پڑا افیونیوں کی طرح اونگھ رہا تھا۔

”سنو! میں صوفیہ کی تلاش میں جا رہا ہوں! تم اگر اپنی جگہ سے ہل نہ سکو تو پولیس کو فون پر اس واقعہ کی اطلاع دے دینا! لیکن آخر یہ نوکر کہاں مر گئے۔“

”باہر ہیں۔“ انور نے کمزور آواز میں کہا۔ ”صبح ہی وہ شہر گئے تھے ابھی تک واپس نہیں آئے۔“

کرنل ضرغام کا یہ اصول تھا کہ وہ ہفتے میں ایک دن اپنے نوکروں کو آدھے دن کی چھٹی دیتا تھا۔

عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا! پھر اس کمرے میں چلا آیا جہاں اس کا سامان رکھا ہوا تھا.... اس نے جلدی سے سوٹ کیس سے کچھ چیزیں نکالیں اور انہیں جیبوں میں ٹھونستا ہوا باہر نکل گیا۔

۱۵

آسمان میں صبح ہی سے سفید بادل تیرتے پھر رہے تھے اور اس وقت تو سورج کی ایک کرن بھی بادلوں کے کسی رخنے سے نہیں جھانک رہی تھی! موسم کافی خوشگوار تھا۔

انسپکٹر خالد کی موٹر سائیکل پلٹن پڑاؤ کی طرف جا رہی تھی.... عمران کیریئر پر بیٹھا اونگھ رہا تھا اور اسکے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے! خدوخال کی حماقت انگیز سادگی غائب ہو چکی تھی! پلٹن پڑاؤ کے قریب پہنچتے پہنچتے ترشح شروع ہو گیا! خالد نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کردی۔

"آخر ہم وہاں جا کر انہیں ڈھونڈیں گے کس طرح!" خالد نے عمران سے کہا!

"آخاہ! یہ ایک سی آئی ڈی انسپکٹر مجھ سے پوچھ رہا ہے۔"

"عمران صاحب! اس موقع پر مجھے آپ سے سنجیدگی کی امید ہے۔"

"آہا.... کسی نہ کسی نے ضرور کہا ہوگا کہ دنیا امید پر قائم ہے!.... ویسے اس علاقے میں کوئی ایسا ہوٹل بھی ہے جس میں نچلے طبقے کے لوگ بیٹھتے ہوں!.... اگر ایسا کوئی ہوٹل ہو تو مجھے وہاں لے چلو۔"

انسپکٹر خالد نے موٹر سائیکل ایک پتلی سی سڑک پر موڑ دی لیکن دفعتاً عمران نے اسے رکنے کو کہا!....

خالد نے بڑی عجلت سے موٹر سائیکل روکی کیونکہ عمران کے لہجے میں اسے گھبراہٹ کی جھلک محسوس ہوئی تھی!.... یہ ایک بڑی پر فضا جگہ تھی۔ سڑک کے دونوں طرف مسطح زمین تھی اور وہاں پھولوں کے باغات نظر آ رہے تھے! پلٹن پڑاؤ کے اس حصہ کا شمار تفریح گاہوں میں ہوتا تھا!....

خالد نے موٹر سائیکل روک کر اپنے پیر سڑک پر ٹکا دیئے۔

یکایک اس نے مشین بھی بند کر دی اور پھر وہ یہ بھول گیا کہ موٹر سائیکل عمران نے رکوائی تھی!.... اس نے داہنی طرف کے ایک باغ میں ایک لڑکی دیکھ لی تھی جو اسے متوجہ کرنے کے لئے رومال ہلا رہی تھی.... خالد موٹر سائیکل سے اترتا ہوا بولا۔

"عمران صاحب ذرا ٹھہریئے۔"

"کیا وہ تمہاری شناسا ہے!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی ہاں!...." خالد ہنستا ہوا بولا۔

"بہت اچھا! تم جا سکتے ہو! مگر موٹر سائیکل یہاں تنہا رہ جائے گی۔" عمران نے کہا اور بائیں طرف کے باغات میں نظر دوڑاتا ہوا بولا۔ "میں ادھر جاؤں گا.... ادھر میری ممدوحہ.... شائد میں غلط کہہ رہا ہوں.... کیا کہتے ہیں اسے جس سے محبت کی جاتی ہے۔"

"محبوبہ"

"محبوبہ.... محبوبہ!.... ادھر میری محبوبہ.... اچھا.... تو میں چلا۔" عمران موٹر سائیکل کے کیریئر سے اترتا ہوا بولا....!

بائیں طرف کے ایک باغ میں اسے چند ایسی شکلیں دکھائی دی تھیں جنہوں نے اچانک اس کے ذہن میں اس رات کی یاد تازہ کر دی! جب صوفیہ کو آرلیچ سکوئیش میں کوئی نشہ آور دوا دی گئی تھی!.... ان میں سے ایک کو تو اس نے بخوبی پہچان لیا!.... یہ وہی تھا جس کی ٹکر ہوٹل کے ویٹر سے ہوئی تھی! دو آدمیوں کے متعلق اسے شبہ تھا!.... وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں اس سب انسپکٹر کے ساتھی تھے یا نہیں جس نے سنسان سڑک پر ان کی کار رکوا کر کسی بیہوش لڑکی کا مطالبہ کیا تھا!

عمران انہیں دیکھتا رہا.... وہ چار تھے.... ان کے ساتھ کوئی عورت نہیں تھی عمران نے باغ کے رکھوالے سے خوبانیوں اور سیبوں کی پیداوار کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔

۱۶

صوفیہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی! لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے!.... کمرہ اعلیٰ پیمانے پر آراستہ تھا.... اور وہ ایک آرام دہ بستر پر پڑی ہوئی تھی!.... اس نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں جان ہی نہ رہ گئی ہو!.... ذہن کام نہیں کر رہا تھا.... اس پر دوبارہ غنودگی طاری ہو گئی اور پھر دوسری بار جب اس کی آنکھ کھلی تو دیوار سے لگا ہوا کلاک آٹھ بجا رہا تھا!.... اور سرہانے رکھا ہوا ٹیبل لیمپ روشن تھا....

اس مرتبہ وہ پہلی ہی کوشش میں اٹھ بیٹھی! تھوڑی دیر سر پکڑے بیٹھی رہی پھر کھڑی ہو گئی.... لیکن اس شدت سے چکر آیا کہ اسے سنبھلنے کے لئے میز کا کونا پکڑنا پڑا!.... سامنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا.... وہ باہر جانے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا....

"آپ کو کرنل صاحب یاد فرما رہے ہیں۔" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"کیا؟ ڈیڈی!" صوفیہ نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں!"

نقاہت کے باوجود بھی صوفیہ کی رفتار کافی تیز تھی! اور اس آدمی کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ محض اسی کی وجہ سے جلدی جلدی قدم اٹھا رہا ہو!

وہ کئی راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آئے اور پھر وہاں صوفیہ نے جو کچھ بھی دیکھا! وہ اسے نیم جاں کر دینے کے لئے کافی تھا!

اس نے کرنل ضرغام کو دیکھا جو ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا اور اسکے گرد چار آدمی کھڑے اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہے تھے!....

"تم" دفعتاً کرنل چیخ پڑا ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی! لیکن ہل بھی نہ سکا! بندش بہت مضبوط تھی۔

وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے!....

اچانک ایک بھاری جبڑوں والا آدمی بولا۔ "کرنل تم لی یوکا سے ٹکرانے کی کوشش کر رہے ہو!.... لی یوکا.... جسے آج تک کس نے بھی نہیں دیکھا...."

کرنل کچھ نہ بولا! اس کی آنکھیں صوفیہ کے چہرے سے ہٹ کر نیچے جھک گئی تھیں...

بھاری جبڑوں والا پھر بولا۔ "اگر تم نے کاغذات واپس نہ کئے تو تمہاری آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کی بوٹیاں کاٹی جائیں گی! ایک.... ایک بوٹی.... کیا تم اس کے تڑپنے کا منظر دیکھ سکو گے!"

"نہیں!" کرنل بیساختہ چیخ پڑا۔ اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئی تھیں!....

صوفیہ کھڑی کانپتی رہی!.... اس کا سر دوبارہ چکرانے لگا تھا!.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کمرے کی روشنی پر غبار کی تہیں چڑھتی چلی جا رہی ہوں!.... اور پھر اس آدمی نے جو اس کے ساتھ آیا تھا آگے بڑھ کر اسے سنبھال لیا! وہ پھر بیہوش ہو چکی تھی۔

"اسے آرام کرسی میں ڈال دو۔" بھاری جبڑوں والے نے کہا! پھر کرنل سے بولا۔ "اگر تمہیں اب بھی ہوش نہ آئے تو اسے تمہاری بد بختی ہی سمجھنا چاہئے!"

کرنل اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"اڑا دو اس کی بوٹیاں! میں کرنل ضرغام ہوں!.... سمجھے!.... تمہیں کاغذات کا سایہ تک نہیں نصیب ہو گا۔"

بھاری جبڑوں والے نے قہقہہ لگایا!

"کرنل! تم لی یوکا کی قوتوں سے واقف ہونے کے باوجود بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔" اس نے کہا۔ "لی یوکا کی قوت نے تمہیں کہاں سے کھود نکالا ہے! ویسے تم ایسی جگہ پر چھپے تھے جہاں فرشتے بھی پر نہیں مار سکتے تھے!.... وہ لی یوکا ہی کی قوت تھی جو دن دہاڑے تمہاری لڑکی کو یہاں اٹھا لائی---! میں کہتا ہوں آخر وہ کاغذات تمہارے کس کام کے ہیں؟.... یقین جانو تم ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے!.... ویسے تم عقلمند ضرور ہو کہ تم نے ابھی تک وہ کاغذات پولیس کے حوالے نہیں کئے.... مجھے بتاؤ تم چاہتے کیا ہو!"

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا! تمہارا جو دل چاہے کر لو!" کرنل غرایا!....

"اچھا۔" بھاری جبڑے والے نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کرتے ہوئے کہا! "اس لڑکی کے پیر کا انگوٹھا کاٹ دو!"

اس آدمی نے میز پر سے ایک چمکدار کلہاڑی اٹھائی اور بیہوش صوفیہ کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو!" اچانک ایک گرجدار آواز سنائی دی۔ "لی یوکا آ گیا!"

ساتھ ہی ایک زور دار دھماکہ بھی ہوا اور سامنے والی دیوار پر آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی چمک دکھائی دی!.... اور سارا کمرا دھوئیں سے بھر گیا!.... سفید رنگ کا گہرا دھواں جس میں ایک بالشت کے فاصلہ کی چیز بھی نہیں نظر آ رہی تھی!....

دھڑا دھڑ فرنیچر الٹنے لگا.... کرنل ضرغام کی بھی کرسی الٹ گئی!.... لیکن اسے اتنا ہوش تھا کہ اس نے اپنا سر فرش سے نہ لگنے دیا۔ کمرے کے دوسرے لوگ نیند سے چونکے ہوئے کتوں کی طرح شور مچا رہے تھے!.... اچانک کرنل کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا!.... کوئی اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسے ایک طرف کھینچ رہا تھا۔ کرنل دھوئیں کی گھٹن کی وجہ سے کچھ اس درجہ بد حواس ہو رہا تھا کہ وہ اس نامعلوم آدمی کے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے خود کو تازہ ہوا میں محسوس کیا! اس کے سر پر کھلا ہوا اور تاروں بھرا آسمان تھا! اس نے اندھیرے میں اس آدمی کو پہچاننے کی کوشش کی جو اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تیزی سے نشیب میں اتر رہا تھا! اس نے اپنے کاندھے پر کسی کو لاد رکھا تھا! اس کے باوجود بھی اس کے قدم بڑی تیزی سے اٹھ رہے تھے۔

"تم کون ہو!" کرنل نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"علی عمران ایم ایس سی- پی ایچ ڈی۔" جواب ملا

"عمران....!"

"شش.... چپ چاپ چلے آیئے!"

وہ جلدی ہی چٹانوں میں ایک محفوظ جگہ پر پہنچ گئے!.... یہ چٹانیں کچھ اس قسم کی تھیں کہ ان میں گھنٹوں تلاش کرنے والوں کو چکر دیئے جا سکتے تھے۔

عمران نے بیہوش صوفیہ کو کاندھے سے اتار کر ایک پتھر پر لٹا دیا!....

"کیوں!.... کیا ہے؟" کرنل نے پوچھا۔

"ذرا ایک چیونگم کھاؤں گا۔" عمران نے اپنی جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا!....

"عجیب آدمی ہو!.... ارے وہ عمارت یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔" کرنل گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اسی لئے تو میں رک گیا ہوں! لگے ہاتھوں یہ تماشہ بھی دیکھ لوں! کیا یہاں سے فائر اسٹیشن نزدیک ہے۔"

"کیا وہاں آگ لگ گئی ہے۔" کرنل نے پوچھا۔

"جی نہیں! خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنے گا! وہ تو صرف دھوئیں کا ایک معمولی سا بم تھا! ذرا دیکھئے گا۔ دھوئیں کا بادل۔"

کرنل نے عمارت کی طرف نظر ڈالی! اس کے بالائی حصے پر دھوئیں کا کثیف سا بادل منڈلا رہا تھا!....

"کیا وہ بم تم نے...."

"ارے توبہ.... لاحول ولا...." عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "میں تو اسے ٹوتھ پیسٹ کا ٹیوب سمجھے ہوئے تھا!.... مگر مجھے ان بیچاروں پر ترس آتا ہے کیونکہ عمارت سے باہر نکلنے کے سارے راستے بند ہیں! مجھے پچھلی رات خواب میں بشارت ہوئی تھی کہ قیامت کے قریب ایسا ضرور ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔"

"عمران! خدا کی قسم تم ہیرے ہو!" کرنل دبے ہوئے جوش کے ساتھ بولا۔

"اوہ ایسا نہ کہئے! ورنہ کسٹم والے ڈیوٹی وصول کرلیں گے!" عمران نے کہا۔

"لیکن آپ یہاں کیسے آ پھنسے۔"

"میں ایسی جگہ چھپا تھا عمران! کہ وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا!.... لیکن انہوں نے مجھے ایک طاعون زدہ چوہے کی طرح باہر نکال لیا۔"

"گیس!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں! میں ایک غار میں تھا! انہوں نے باہر سے گیس ڈال کر مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن صوفیہ یہاں کیسے پہنچی!"

"ٹھہریئے! عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور شائد دور کی کوئی آواز سننے لگا.... پھر اس نے جلدی سے کہا! اس کے متعلق پھر کبھی بتاؤں گا!.... اٹھئے!.... گاڑیاں آ گئی ہیں۔

اس نے پھر صوفیہ کو اٹھانا چاہا! لیکن کرنل نے روک دیا! وہ اسے گود میں اٹھا کر عمران کے پیچھے چلنے لگا!.... اُترائی بہت مخدوش تھی! لیکن پھر بھی وہ سنبھل سنبھل کر نیچے اترتے رہے!.... پھر انہیں پتلی سی بل کھاتی ہوئی سڑک نظر آئی.... مطلع ابر آلود نہ ہونے کی بنا پر تاروں کی چھاؤں میں سڑک صاف دکھائی دے رہی تھی!.... اچانک نیچے سے سرخ رنگ کی روشنی کی ایک شعاع آ کر چٹانوں میں پھیل گئی!.... کرنل کے منہ سے عجیب سے آواز نکلی۔

"اوہ--- فکر نہ کیجئے!.... پولیس ہے!" عمران نے کہا۔

پھر جلد ہی پانچ چھ آدمی ان کی مدد کے لئے اوپر چڑھ آئے!.... ان میں انسپکٹر خالد بھی تھا!....

"اس عمارت میں تو آگ لگ گئی ہے۔" اس نے عمران سے کہا۔

"ان لوگوں کو بھجوانے کا انتظام کرو۔" عمران بولا۔ "اور تم میرے ساتھ آؤ! صرف دس آدمی کافی ہوں گے۔"

پھر اس نے کرنل سے کہا۔ "آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس وقت پولیس کو کوئی بیان نہ دیجئے گا۔"

"کیا مطلب۔" خالد بھنا کر بولا۔

"کچھ نہیں پیارے! تم میرے ساتھ آؤ! آدمیوں کو بھی لاؤ۔"

"سب وہیں موجود ہیں۔" خالد بولا۔

کرنل اور صوفیہ نیچے پہنچائے جا چکے تھے! عمران خالد کے ساتھ پھر اس عمارت کی طرف بڑھا! جس کی کھڑکیوں سے گہرا دھواں نکل کر فضا میں بل کھا رہا تھا! عمارت کے گرد کافی بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی!.... خالد کے آدمی جلد ہی آ ملے اور عمران انہیں ساتھ لے کر اندر گھستا چلا گیا! باہر کے سارے دروازے اس نے پہلے ہی بند کر دیئے تھے! اس لئے عمارت کے لوگ باہر نہیں نکل سکتے تھے اور باہر والوں کی ابھی تک ہمت نہیں پڑی تھی کہ عمارت میں قدم رکھ سکتے!....

عمارت میں کچھ کمرے ایسے بھی تھے جہاں ابھی تک دھواں گہرا نہیں ہوا تھا۔ ایسے کمروں میں سے ایک میں انہیں پانچوں آدمی مل گئے! وہ سب پسینے میں نہائے ہوئے بری طرح ہانپ رہے تھے!

"کیا بات ہے!" عمران نے پہنچتے ہی للکارا۔

اسے دیکھ کر ان سب کی حالت اور زیادہ ابتر ہو گئی!

"بولتے کیوں نہیں!" عمران پھر گرجا! ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ عمران نے خالد سے کہا۔

"یہ شفٹن کے آدمی ہیں!.... دھوئیں کے بم بنا رہے تھے! ایک بم پھٹ گیا!"

"بکواس ہے۔" بھاری جبڑوں والے نے چیخ کر کہا۔

"خیر پرواہ نہیں!" خالد گردن جھٹک کر بولا۔ "میں تمہیں حبس بیجا کے الزام میں حراست میں لیتا ہوں۔"

"یہ بھی ایک فضول سی بات ہوگی۔" بھاری جبڑوں والا مسکرا کر بولا "ہم نے کسی کو بھی حبس بیجا نہیں رکھا!"

"ہاں! خالد صاحب!" عمران حماقت آمیز انداز میں دیدے پھرا کر بولا۔ "اس سے کام نہیں چلے گا! حبس بیجا کا ثبوت تو شاید یہاں سے اڑ چکا ہے، نہیں.... نہیں یہ لوگ بم بنا رہے تھے۔"

"ہتھکڑیاں لگا دو!" خالد نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا....

"دیکھو! مصیبت میں پھنس جاؤ گے تم لوگ!" بھاری جبڑے والا جھلا کر بولا۔

"فکر نہ کرو۔" خالد نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا! "چپ چاپ ہتھکڑیاں لگوالو! ورنہ انجام بہت برا ہو گا!.... میں ذرا فوجی قسم کا آدمی ہوں۔"

ان سب کے ہتھکڑیاں لگ گئیں! جب وہ پولیس کی گاڑی میں بٹھائے جا چکے تو خالد نے عمران سے کہا۔ "اب بتایئے کیا چارج لگایا جائے ان کے خلاف....

"بم سازی!.... قرب و جوار کے لوگوں نے دھماکہ ضرور سنا ہو گا.... دس بارہ سیر گندھک اور دو ایک جار تیزاب کے عمارت سے برآمد کر لو سمجھے! بس اتنا ہی کافی ہے!"....

"اور وہ شفٹن والا معاملہ!" خالد نے پوچھا۔

"فی الحال تمہارے فرشتے بھی اس کے لئے ثبوت نہیں مہیا کر سکتے!.... اچھا! میں چلا!.... کم از کم ان کی ضمانت تو ہونے ہی نہ دینا!"

۱۷

دوسری صبح کرنل ضرغام کی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں محکمہ سراغرسانی کے ڈی ایس کی کار کھڑی دکھائی دی!.... اور وہ اندر کرنل کا بیان لے رہا تھا! عمران نے رات ہی کرنل کو اچھی طرح پکا کر لیا تھا اور اس وقت کرنل نے وہی سب کچھ دہرایا تھا جو اسے عمران نے بتایا تھا! اس نے ڈی ایس کو بتایا کہ اسے بھی پراسرار شفٹن کا خط موصول ہوا تھا اور وہ محض اسی کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا! پھر اس نے ڈی ایس کی جرح کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ وہ اس سے قبل بھی ایک بار شفٹن کا شکار ہو چکا ہے اور اس موقعہ پر اسے پچاس ہزار روپوں سے ہاتھ دھونے پڑے تھے! لیکن اسے آج تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ شفٹن کسی تنہا فرد کا نام ہے یا کسی گروہ کا۔

بہر حال کرنل نے لی یوکا اور اس کے معاملات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی! پچھلی رات کے واقعات کے متعلق اس نے بیان دیا کہ شفٹن کے آدمی اس پر اور اس کی لڑکی پر تشدد کر کے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کر رہے تھے کہ اچانک عمارت میں ایک دھماکہ ہوا شفٹن کے آدمی بدحواس ہوئے! اس طرح انہیں نکل آنے کا موقعہ مل گیا اور چونکہ اس کا سیکرٹری عمران پہلے ہی سے صوفیہ کی تلاش میں ادھر کے چکر کاٹ رہا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی اس کی مدد کی۔

پتہ نہیں ڈی ایس اس بیان سے مطمئن بھی ہوا یا نہیں! بہر حال پھر وہ زیادہ دیر تک وہاں نہیں ٹھہرا....

صوفیہ ابھی تک خوفزدہ تھی اس نے عمران سے پوچھا۔

"عمران صاحب! اب کیا ہو گا؟"

"اب گانا ناچنا سبھی کچھ ہو گا! تم بالکل فکر نہ کرو۔" عمران نے کہا۔

"کیا آپ نے سچ مچ بم پھینکا تھا؟"

"ارے توبہ توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹ کر بولا۔ "ایسی باتیں زبان سے نہ نکالئے ورنہ میری ممی مجھے گھر سے نکال دیں گی۔"

صوفیہ پھر کچھ کہنے والی تھی کہ کرنل نے اپنے کمرے سے عمران کو آواز دی!

عمران صوفیہ کو وہیں چھوڑ کر کرنل کے کمرے میں چلا گیا! کرنل تنہا تھا!.... اس نے عمران کے داخل ہوتے ہی کمرے کا دروازہ بند کر دیا!

"ادھر دیکھو!" کرنل نے میز کی طرف اشارہ کیا جس پر ایک بڑا سا خنجر پڑا ہوا تھا!

"غالباً.... لی یوکا کی طرف سے دھمکی؟" عمران مسکرا کر بولا۔

"خدا کی قسم تم بڑے ذہین ہو۔" کرنل نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہاں لی یوکا کی طرف سے ایک کھلا خط.... اور وہ خنجر!.... اس کمرے میں.... مجھے حیرت ہے کہ انہیں کون لایا۔"

عمران نے آگے بڑھ کر خط میز سے اٹھا لیا.... خط کے مضمون کے نیچے "لی یوکا" تحریر تھا۔

عمران بلند آواز میں خط پڑھنے لگا۔

"کرنل ضرغام! تمہیں صرف ایک موقعہ اور دیا جاتا ہے! اب بھی سوچ لو! ورنہ تمہارا ایک بھتیجا کل شام تک قتل کر دیا جائے گا۔ خواہ تم اسے کہیں چھپا دو! اس پر بھی تمہیں ہوش نہ آیا تو پھر اپنی لڑکی کی لاش دیکھو گے! اگر تم کاغذات واپس کرنے پر تیار ہو تو آج شام کو پانچ بجے ایک گیس بھرا ہوا سرخ رنگ کا غبارا اپنی کوٹھی کی کمپاؤنڈ سے اڑا دینا۔"

خط ختم کر کے عمران کرنل کی طرف دیکھنے لگا!

"کرنل ڈکسن مجھ سے صحیح واقعہ سننا چاہتا ہے۔" کرنل نے کہا! "اسے شفٹن والی داستان پر یقین نہیں آیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ شفٹن کون ہے اور کہاں سے آ ٹپکا!"

"شفٹن....!" عمران مسکرا کر بولا "کچھ بھی نہیں ہے! اسے لی یوکا کی محض ایک معمولی سی چال کہہ لیجئے!.... اس نے یہ حرکت صرف اس لئے کی ہے کہ آپ پولیس کی مدد نہ حاصل کر

سکیں! ذرااس طرح سوچئے! شہر کے سارے سر بر آوردہ لوگ پولیس سے کسی شفٹن کی شکایت کرتے ہیں!.... اچانک آپ بھی پولیس کی مدد طلب کرتے ہیں اور آپ لی یو کا کی داستان سناتے ہیں! نتیجہ ظاہر ہے پولیس شفٹن اور لی یو کا دونوں کو بکواس سمجھے گی! اس سے آپ مدد کی بجائے یہی جواب پائیں گے کہ شہر کے کسی شریر آدمی نے لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے یہ سارا ڈھونگ رچایا ہے کیوں! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو!" کرنل کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "مگر اب میری عقل جواب دے رہی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈکسن سے کیا کہوں ہم دونوں سالہا سال تک ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے ہیں ہمارے درمیان میں کبھی کوئی راز---راز نہیں رہا...."

"میرا خیال ہے کہ اب آپ سب کچھ اسے بتا دیجئے اور ہم سب ایک جگہ پر بیٹھ کر آپس میں مشورہ کریں!.... گھر بھر کو اکٹھا کر لیجئے...."

"اس سے کیا ہوگا!"

"ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک معقول تدبیر سوچ سکے۔"

"پھر سوچتا ہوں کہ کیوں نہ وہ کاغذات پولیس کے حوالے کر دوں۔" کرنل اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

"اس صورت میں آپ لی یو کا کے انتقام سے نہ بچ سکیں گے۔"

"یہی سوچ کر تو رہ جاتا ہوں۔" کرنل نے کہا! "لیکن عمران بیٹے! یقین ہے کہ کاغذات واپس کر دینے کے بعد بھی میں نہ بچ سکوں گا!"

"نہ صرف آپ!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا؟ "بلکہ وہ لوگ بھی خطرے میں پڑ جائیں گے جو اس وقت آپ کا ساتھ دے رہے ہیں!"

"پھر میں کیا کروں۔"

"جو کچھ میں کہوں! وہ کیجئے گا؟" عمران نے پوچھا۔

"کروں گا!"

"تو بس اب خاموشی اختیار کیجئے۔ میں نوکروں کے علاوہ گھر کے سارے افراد کو یکجا کر کے ان سے مشورہ کروں گا! ویسے اگر اس دوران میں اگر آپ چاہیں تو وہ فلمی گیت گا سکتے ہیں.... کیا بول تھے اس کے.... ہاں.... دل لے کے چلے تو نہیں جاؤ گے ہو راجہ جی.... ہو راجہ جی۔"

"کیا بیہودگی ہے؟" کرنل نے جھلا کر کہا! پھر یک بیک ہنسنے لگا!

۱۸

اسی دن پانچ بجے شام کو سرخ رنگ کا ایک گیس بھرا غبارہ کرنل کی کوٹھی کی کمپاؤنڈ سے فضا میں بلند ہو رہا تھا! کمپاؤنڈ میں سبھی لوگ موجود تھے اور عمران تالیاں بجا بجا کر بچوں کی طرح ہنس رہا تھا!

کرنل کے مہمانوں نے اس کی اس حرکت کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا! کیونکہ ان سب کے چہرے اترے ہوئے تھے! کرنل نے آج دوپہر کو ان سب کے سامنے لی یو کا کی داستان دہرا دی تھی!.... اس پر سب نے یہی رائے دی تھی کہ اس خطرناک آدمی کے کاغذات واپس کر دیئے جائیں! کرنل ڈکسن پہلے بھی لی یو کا کا نام سن چکا تھا یورپ والوں کے لئے یہ نام نیا نہیں تھا! کیونکہ لی یو کا کی تجارت بر عظیم میں عام تھی.... اور یہ تجارت سو فی صدی غیر قانونی تھی مگر پھر بھی آج تک کوئی لی یو کا پر ہاتھ نہیں ڈال سکا تھا! کرنل ڈکسن اور بارتوش لی یو کا کا نام سنتے ہی سفید پڑ گئے تھے۔

رات کے کھانے کے وقت سے پہلے ہی لی یو کا کی طرف سے جواب آگیا۔ بالکل اسی پراسرار طریقہ پر جیسے صبح والا پیغام موصول ہوا تھا! عارف نے ایک دروازے کی چوکھٹ میں ایک خنجر پیوست دیکھا جس کی نوک کاغذ کے ایک ٹکڑے کو چھیدتی ہوئی چوکھٹ میں گھس گئی تھی۔

کاغذ کا یہ ٹکڑا دراصل لی یو کا کا خط تھا!.... جس میں کرنل کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ دوسرے دن ٹھیک نو بجے ان کاغذات کو دیوگڑھی والی مشہور سیاہ چٹان کے کسی رخنے میں خود رکھ دے یا کسی سے رکھوا دے لی یو کا کی طرف سے یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر کرنل کو کسی قسم کا خوف محسوس ہو تو وہ اپنے ساتھ جتنے آدمی بھی لانا چاہے لا سکتا ہے البتہ فریب دہی کی صورت میں اسے کسی طرح بھی معاف نہ کیا جا سکے گا۔

کھانے کی میز پر اس خط کے سلسلے میں گرما گرم بحث چھڑ گئی!....

"کیا لی یو کا بھوت ہے؟" کرنل ڈکسن کی لڑکی مارتھا نے کہا! "آخر یہ خطوط یہاں کیسے آتے ہیں!.... اس کا مطلب تو یہ ہے لی یو کا کوئی آدمی نہیں بلکہ روح ہے!"

"ہاں آں!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہو سکتا ہے! یقیناً وہ کسی افیونی کی روح ہے جس نے عالم ارواح میں بھی منشیات کی ناجائز تجارت شروع کر دی ہے!"

"ایک تجویز میرے ذہن میں ہے!" بارتوش نے کرنل ضرغام سے کہا! "لیکن بچوں کے سامنے میں اس کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھتا!"

”مسٹر بار توش!“ عمران بولا! ”آپ مجھے تو بچہ نہیں سمجھتے۔“

”تم شیطان کے بھی دادا ہو!“ بار توش بے ساختہ مسکرا پڑا....

”شکریہ! میرے پوتے مجھے ہر حال میں یاد رکھتے ہیں!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

کرنل ڈکسن اسے گھورنے لگا! وہ اب بھی عمران کو کرنل ضرغام کا پرائیویٹ سیکرٹری سمجھتا تھا! لہٰذا اسے ایک چھوٹے آدمی کا بار توش جیسے معزز مہمان سے بے تکلف ہونا بہت گراں گزرا لیکن وہ کچھ بولا نہیں!

کھانے کے بعد صوفیہ، مار تھا، انور اور عارف اٹھ گئے۔

کرنل ضرغام بڑی بے چینی سے بار توش کے مشورے کا انتظار کر رہا تھا۔

”میں ایک آرٹسٹ ہوں؟“ بار توش نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”بظاہر مجھ سے اس قسم کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ میں کسی ایسے الجھے ہوئے معاملے میں کوئی مشورہ دے سکوں گا۔“

”مسٹر بار توش!“ کرنل ضرغام بے صبری سے ہاتھ اٹھ کر بولا۔ ”تکلفات کسی دوسرے موقع کے لئے اٹھار کھئے!“

بار توش چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ لی یوکا کا نام میں نے بہت سنا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس قسم کی مہموں میں خود بھی حصہ لیتا ہے اس کے متعلق اب تک میں نے جو روایات سنی ہیں اگر وہ سچی ہیں تو پھر لی یوکا کو اس وقت سونا گری ہی میں موجود ہونا چاہئے!.... “

”اچھا!“.... عمران اپنے دیدے پھرانے لگا!....

”اگر وہ یہیں ہے تو.... ہمیں اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے!“ بار توش نے کہا۔

”میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔“ کرنل بولا۔

”اگر ہم لی یوکا کو پکڑ سکیں تو یہ انسانیت کی ایک بہت بڑی خدمت ہو گی!“

کرنل حقارت آمیز انداز میں ہنس پڑا.... لیکن اس ہنسی میں جھلاہٹ کا عنصر زیادہ تھا! اس نے کہا۔ ”آپ لی یوکا کو پکڑیں گے! اس لی یوکا کو جس کی تحریریں میری میز پر پائی جاتی ہیں! یعنی وہ جس وقت چاہے ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے!“

”ٹٹ ٹٹ!“ بار توش نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ ”آپ یہ سمجھتے ہیں کہ لی یوکا یا اس کا کوئی آدمی فوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے!.... نہیں ڈیئر کرنل.... میرا دعویٰ ہے کہ اس گھر کا کوئی فرد لی یوکا سے ملا ہوا ہے!“ پھر اس نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے میز پر گھونسہ مارتے ہوئے کہا۔ ”میرا دعویٰ ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں!“

کمرے میں سناٹا چھا گیا! کرنل ضرغام سانس روکے ہوئے بار توش کی طرف دیکھ رہا تھا

”میں مسٹر بار توش سے متفق ہوں۔“ عمران کی آواز سنائی دی!.... اس کے بعد پھر سکوت طاری ہو گیا۔

آخر کرنل ضرغام گلا صاف کر کے بولا۔ ”وہ کون ہو سکتا ہے۔“

”کوئی بھی ہو!“ بار توش نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی! ”جب واسطہ لی یوکا سے ہو تو کسی پر بھی اعتماد نہ کرنا چاہئے!.... “

”آپ سے غلطی ہوئی تھی کرنل صاحب!“ عمران نے کرنل ضرغام سے کہا! ”آپ کو مسٹر بار توش سے پہلے ہی تبادلہ خیال کرنا چاہئے تھا! لی یوکا کے متعلق ان کی معلومات بہت وسیع معلوم ہوتی ہیں۔“

”قطعی وسیع ہیں! میں لی یوکا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں! ایک زمانے میں میری زندگی انتہائی ارذل طبقے میں گذری ہے جہاں چور، بدمعاش اور ناجائز تجارت کرنے والے عام تھے زندگی کے اسی دور میں مجھے لی یوکا کے متعلق بہت کچھ سننے کا اتفاق ہوا تھا! کرنل کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ لی یوکا ان کاغذات کو اپنے آدمیوں کے ذریعہ حاصل کرے گا! ہرگز نہیں وہ خود انہیں اس جگہ سے اٹھائے گا جہاں رکھ دیئے جائیں گے! لی یوکا کا کوئی آدمی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے مگر ان کاغذات میں ہے کیا۔“

”جہاں تک میرا خیال ہے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے لی یوکا کی شخصیت پر روشنی پڑ سکے!“ کرنل ضرغام نے کہا۔

”واہ!“ عمران گردن جھٹک کر بولا! ”جب آپ چینی اور جاپانی زبانوں سے واقف نہیں ہیں تو یہ بات اتنے وثوق کے ساتھ کیسے کہہ رہے ہیں!“

”چینی اور جاپانی زبانیں!“ بار توش! کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر اس نے کہا! ”کیا آپ مجھے وہ کاغذات دکھا سکتے ہیں!“

”ہرگز نہیں!“ کرنل نے نفی میں سر ہلا کر کہا! ”یہ ناممکن ہے! میں انہیں ایک پیکٹ میں رکھ کر سیل کرنے کے بعد لی یوکا کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا دوں گا!“

”آپ انسانیت پر ظلم کریں گے!“ بار توش پرجوش لہجہ میں بولا ”بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ خود کو پولیس کی حفاظت میں دے کر کاغذات اس کے حوالے کر دیں!“

”مسٹر بار توش میں بچہ نہیں ہوں!“ کرنل نے تلخ لہجے میں کہا۔ ”کاغذات عرصہ دراز سے میرے پاس محفوظ ہیں! اگر مجھے پولیس کی مدد حاصل کرنی ہوتی تو کبھی کا کر چکا ہوتا۔“

”پھر آخر انہیں اتنے دنوں روکے رکھنے کا کیا مقصد تھا۔“

”مقصد صاف ہے!“ کرنل ڈکسن پہلی بار بولا۔ ”ضرغام محض اسی بنا پر ابھی تک زندہ ہے کہ

وہ کاغذات ابھی تک اس کے قبضہ میں ہیں۔ اگر لی یوکا کا ہاتھ ان پر پڑ گیا ہوتا۔ تو ضرغام ہم میں نہ بیٹھا ہوتا....."

"ٹھیک ہے!" بارتوش نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

"لیکن تمہاری اسکیم کیا تھی۔" کرنل ضرغام نے بے صبری سے کہا۔

"ٹھہرو میں بتاتا ہوں!" بارتوش نے کہا چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "لی یوکا بتائی ہوئی جگہ پر تنہا آئے گا! مجھے یقین ہے!.... اگر وہاں کچھ لوگ پہلے ہی سے چھپا دیئے جائیں تو۔"

"تجویز معقول ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ابھی آپ کہہ چکے ہیں کہ.... خیر ہٹایئے اسے.... مگر بلی کی گردن میں گھنٹی باندھے گا کون! کرنل صاحب پولیس کو اس معاملہ میں ڈالنا نہیں چاہتے اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ بلی چپ چاپ گلے میں گھنٹی بندھوا ہی لے۔"

"تم مجھے وہ جگہ دکھاؤ!.... پھر میں بتاؤں گا کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا۔" بارتوش نے اکڑ کر کہا....

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر وہ سرگوشیوں کے سے انداز میں مشورہ کرنے لگے.... آخر یہ طے پایا کہ وہ لوگ اسی وقت چل کر دیوگڑھی کی سیاہ چٹان کا جائزہ لیں!.... کرنل ضرغام ہچکچا رہا تھا! لیکن عمران کی سرگرمی دیکھ کر اسے بھی ہاں میں ہاں ملانی پڑی وہ اب عمران کی حماقتوں پر بھی اعتماد کرنے لگا تھا!

رات تاریک تھی! کرنل ضرغام، کرنل ڈکسن، بارتوش اور عمران دشوار گذار راستوں پر چکراتے ہوئے دیوگڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے! ان کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی ٹارچیں تھیں جنہیں وہ اکثر روشن کر لیتے تھے!.... ڈکسن، ضرغام اور بارتوش مسلح تھے! لیکن عمران کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کیونکہ بظاہر تو اس کے ہاتھ میں ائیرگن نظر آ رہی تھی!.... اور ائیرگن ایسی کوئی چیز نہیں جس کی موجودگی میں کسی آدمی کو مسلح کہا جا سکے۔

سیاہ چٹان کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے! یہ ایک بہت بڑی چٹان تھی! اندھیرے میں وہ بہت زیادہ مہیب نظر آ رہی تھی! لیکن اس کی بناوٹ کچھ اس قسم کی تھی کہ وہ دور سے کسی بہت بڑے اژدھے کا پھیلا ہوا منہ معلوم ہوتی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک بارتوش اس کا جائزہ لیتا رہا! پھر اس نے آہستہ سے کہا!" بہت آسان ہے بہت آسان ہے! ذرا ان غاروں کی طرف دیکھو!.... ان میں ہزاروں آدمی بیک وقت چھپ سکتے ہیں! ہمیں ضرور اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔"

"لی یوکا کے لئے صرف ایک آدمی کافی ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"میں آج تک سمجھ ہی نہیں سکا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔" بارتوش جھنجھلا گیا!

"کیا میں نے کسی قسم سے ہٹ کر کوئی بات کہی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو۔" کرنل ڈکسن نے کہا

"اچھا تو آپ ہزاروں آدمی کہاں سے مہیا کریں گے! جب کہ کرنل ضرغام پولیس کو بھی درمیان میں نہیں لانا چاہتے!"

"پولیس کو درمیان میں لانا پڑے گا۔" بارتوش بولا۔

"ہرگز نہیں!" کرنل ضرغام نے سختی سے کہا۔ "پولیس مجھے یا میرے گھر والوں کو لی یوکا کے انتقام سے نہ بچا سکے گی۔"

"تب تو پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔" بارتوش مایوسی سے بولا۔

"میں یہی چاہتا ہوں کہ کچھ نہ ہو!" کرنل ضرغام نے کہا!

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر یک بیک عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"تم سب پاگل ہو گئے! میں تم سب کو گدھا سمجھتا ہوں!"

پھر اس نے ایک طرف اندھیرے میں چھلانگ لگا دی!.... اس کے قہقہے کی آواز سناٹے میں گونجتی ہوئی آہستہ آہستہ دور ہوتی جا رہی تھی!....

"کیا یہ سچ مچ پاگل ہے!" کرنل ڈکسن بولا!" یا پھر خود ہی لی یوکا تھا!"

کسی نے جواب نہ دیا!.... ان کی ٹارچوں کی روشنیاں دور دور تک اندھیرے کے سینے میں پیوست ہو رہی تھیں لیکن انہیں عمران کی پرچھائیں بھی نہ دکھائی دی۔

۱۹

دوسری صبح مہمان اور گھر والے سبھی بڑی بے چینی سے کرنل ضرغام کا انتظار کر رہے تھے وہ لی یوکا کے کاغذات کا پیکٹ لے کر تنہا دیوگڑھی کی طرف گیا تھا!.... سب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اس کا تنہا جانا ٹھیک نہیں مگر کرنل کسی کو بھی اپنے ہمراہ لے جانے پر رضامند نہیں ہوا تھا! عمران تو رات ہی سے غائب تھا!.... انہوں نے اسے بڑی دیر تک چٹانوں اور غاروں میں تلاش کیا تھا اور پھر تھک ہار کر واپس آ گئے تھے۔

صوفیہ کو بھی عمران کی اس حرکت پر حیرت تھی! مگر اس نے کسی سے کچھ کہا نہیں!

تقریباً دس بجے کرنل ضرغام واپس آ گیا!.... اس کے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی! اس نے کرسی پر گر کر اپنا جسم پھیلاتے ہوئے ایک طویل انگڑائی لی!....

"کیا رہا؟" کرنل ڈکسن نے پوچھا!....

"کچھ نہیں! وہاں بالکل سناٹا تھا! میں پیکٹ ایک محفوظ مقام پر رکھ کر واپس آ گیا!" ضرغام نے کہا۔ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا!" وہاں سے صحیح سلامت واپس آ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اب لی یوکا مجھے یا میرے خاندان والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

وہ ابھی کچھ اور بھی کہتا لیکن اچانک ان سب نے عمران کا قہقہہ سنا! وہ کاندھے سے ائیر گن لٹکائے ہاتھ جھلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو رہا تھا اس کے چہرے پر اس وقت معمول سے زیادہ حماقت برس رہی تھی۔

"واہ کرنل صاحب!" اس نے پھر قہقہہ لگایا" خوب بیوقوف بنایا لی یوکا کو.... نعوذ باللہ.... نہیں غالباً سبحان اللہ کہنا چاہئے!.... واقعی آپ بہت ذہین آدمی ہیں!"

"کیا بات ہے!" کرنل ضرغام جھنجھلا گیا۔

"یہی پیکٹ رکھا تھا نا آپ نے!" عمران جیب سے ایک براؤن رنگ کا پیکٹ نکال کر دکھاتا ہوا بولا۔

"کیا!.... یہ کیا کیا تم نے۔" کرنل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

عمران نے پیکٹ پھاڑ کر اس کے کاغذات فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"لی یوکا سے مذاق کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہئے تھی! اس کے باوجود بھی اس نے آپ کو زندہ رہنے دیا۔"

فرش پر بہت سے سادے کاغذ بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے۔ کرنل بوکھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑاتا ہوا کاغذات پر جھک پڑا۔

"مگر!" وہ چند لمحے بعد بدحواسی میں بولا!" میں نے تو کاغذات رکھے تھے مگر تم نے اسے وہاں سے اٹھایا ہی کیوں؟"

"اس لئے کہ میں ہی لی یوکا ہوں!" عمران نے گرج کر کہا۔

"تت.... تم!" کرنل ہکلا کر رہ گیا!.... بقیہ لوگ بھی منہ کھولے ہوئے عمران کو گھور رہے تھے اور اب عمران کے چہرے پر حماقت کی بجائے سفاکی برس رہی تھی۔

"نہیں.... نہیں!" صوفیہ خوفزدہ آواز میں چیخی!

عمران نے کاندھے سے ائیر گن اتاری اور اسے بارتوش کی طرف تانتا ہوا بولا۔

"مسٹر بارتوش پچھلی رات تم مجھے پکڑنے کی اسکیمیں بنا رہے تھے! اب بتاؤ!.... تمہیں تو میں سب سے پہلے ختم کر دوں گا۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے!" بارتوش ضرغام کی طرف دیکھ کر غرایا۔" میں اسے نہیں برداشت

کر سکتا۔" پھر وہ کرنل ڈکسن سے بولا۔" میں کسی ہوٹل میں قیام کرنا زیادہ پسند کروں گا! یہ بدتمیز سیکرٹری شروع ہی سے ہمارا مضحکہ اڑا تا رہا ہے۔"

"ضرغام!" ڈکسن نے کہا!" ایسے بیہودہ سیکرٹری سے کہو کہ وہ مسٹر بارتوش سے معافی مانگ لے۔"

"مسٹر بارتوش۔" عمران چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔" میں معافی چاہتا ہوں! لیکن تم اصلی کاغذات کا پیکٹ ہضم نہیں کر سکو گے!.... بہتر یہی ہے اسے میرے حوالے کر دو۔"

"کیا مطلب!" کرنل ضرغام ایک بار پھر اچھل پڑا۔

بارتوش کا ہاتھ بڑی تیزی سے جیب کی طرف گیا! لیکن دوسرے ہی لمحہ میں عمران کی ائیر گن چل گئی!.... بارتوش چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا! اس کے بازو سے خون کا فوارہ نکل رہا تھا!

پھر یک بیک اس نے عمران پر چھلانگ لگائی!.... عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا!.... بارتوش اپنے ہی زور میں سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا! عمران اس کے کولھے پر ائیر گن کا کندہ رسید کرتا ہوا بولا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا...."

بارتوش پھر پلٹا!.... لیکن اس بار اس کا رخ دروازے کی طرف تھا!....

"یہ کیا بیہودگی ہے!" کرنل ضرغام حلق پھاڑ کر چیخا.... ٹھیک اسی وقت انسپکٹر خالد کمرے میں داخل ہوا اور اس نے بھاگتے ہوئے بارتوش کی کمر پکڑ لی!.... حالانکہ بارتوش کے بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی لیکن پھر بھی اس کا جھٹکا اتنا زوردار تھا کہ خالد اچھل کر دور جا گرا۔

اس بار عمران نے رائفل کا کندھا اس کے سر پر رسید کرتے ہوئے کہا۔

"کنفیوشس اس کے علاوہ اور کیا کہتا!"

بارتوش چکرا کر گر پڑا.... عمران اسے گریبان سے پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

"ذرا لی یوکا کی شکل دیکھنا! وہ لی یوکا جس نے دو سو سال سے دنیا کو چکر میں ڈال رکھا تھا!"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو!" کرنل ڈکسن چیخ کر بولا....

عمران نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر انسپکٹر خالد سے کہا۔

"اس کے پاس سے اصلی کاغذات کا پیکٹ برآمد کرو۔"

اس دوران میں باوردی اور مسلح کانسٹیبلوں کے غول کے غول عمارت کے اندر اور باہر اکٹھا ہوتے جا رہے تھے!

عمران نے لی یوکا یا بارتوش کو ایک آرام کرسی میں ڈال دیا....

اس کے کپڑوں کی تلاشی لینے پر واقعی اس کے پاس سے براؤن رنگ کا سیل کیا ہوا پیکٹ برآمد

ہوا.... خالد نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

بار توش پر غشی طاری ہوتی جا رہی تھی!.... پھر یک بیک اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ لی یوکا ہے۔" کرنل ڈکسن نے کہا۔

"آہا.... کرنل!" عمران مسکرا کر بولا۔ "کل رات اس نے کیا کہا تھا.... لی یوکا کاغذات خود حاصل کر لے گا! اس نے ٹھیک ہی کہا تھا حاصل کر لئے اس نے.... اس کے علاوہ دنیا کا کوئی فرد لی یوکا نہیں ہو سکتا!.... پچھلی رات اس نے اس قسم کی باتیں کرنل کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کی تھیں.... کیوں کرنل! آپ نے اسی کے سامنے کاغذات کا پیکٹ بنایا تھا!"

"یہ سبھی موجود تھے۔" کرنل ضرغام خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"مجھے اس پر اسی دن شبہ ہو گیا تھا جب یہ مجھے جڑی بوٹیوں کی تلاش کے بہانے چٹانوں میں لے گیا تھا اور واپسی پر میں نے صوفیہ کو غائب پایا تھا!.... بہر حال کل رات کو اس نے کاغذات اپنے قبضے میں کر لئے تھے اور ان کی جگہ سادے کاغذات کا پیکٹ رکھ دیا تھا!.... کیوں کرنل ڈکسن یہ تمہارا دوست کب بنا تھا!"

"آج سے تین سال قبل! جب یہ لندن میں مقیم تھا!"

"شفٹن کو لے جاؤ انسپکٹر!" عمران نے خالد سے کہا۔ "شفٹن یا لی یوکا.... تم نے آج ایک بہت بڑے مجرم کو گرفتار کیا ہے!.... وہ مجرم جو دو سو سال سے ساری دنیا کو انگلیوں پر نچا تا رہا ہے۔"

"دو سو سال والی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" خالد نے کہا۔

"تم اسے فی الحال لے جاؤ! دو گھنٹے بعد مجھ سے ملنا رپورٹ تیار ملے گی!" عمران بولا۔ "بہر حال لی یوکا کو تم نے گرفتار کیا ہے! علی عمران ایم-ایس-سی، پی-ایچ-ڈی کا نام کہیں نہ آنا چاہئے۔"

۲۰

وہ شام کم از کم کرنل ضرغام کے لئے خوشگوار تھی!.... حالانکہ کرنل ڈکسن کو بھی اب بار توش کے پردے میں لی یوکا کے وجود کا یقین آ گیا تھا! مگر پھر بھی اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ پتہ نہیں اسے اس اچانک حادثہ کا صدمہ تھا یا یہ اس بات کی شرمندگی تھی کہ وہ ضرغام کے دشمن کو اس کا مہمان بنا کر لایا تھا۔

چائے کی میز پر صوفیہ کے قہقہے بڑے جاندار معلوم ہو رہے تھے۔ اس دوران میں شائد پہلی بار وہ اس طرح دل کھول کر قہقہے لگا رہی تھی اور عمران کے چہرے پر وہی پرانی حماقت طاری ہو گئی تھی۔

"یہ دو سو سال والی بات میں بھی نہیں سمجھ سکا۔" کرنل ضرغام نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دو سو سال تو بہت کم ہیں! جو طریقہ لی یوکا نے اختیار کر رکھا تھا اس کے تحت اس کا نام ہزاروں سال تک زندہ رہتا!" عمران سر ہلا کر بولا "لی یوکا صرف ایک نام ہے جسے نسلاً بعد نسلاً مختلف افراد اختیار کرتے ہیں!.... طریقہ بڑا عجیب ہے! کسی لی یوکا نے بھی اپنی اولاد کو اپنا وارث نہیں بنایا! یہ دراصل لی یوکا کا ذاتی انتخاب ہوتا تھا!.... وہ اپنے گروہ ہی کے کسی موزوں آدمی کو اپنی وراثت سونپ کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور یہ انتخاب وہ اسی وقت کرتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ بہت جلد مر جائے گا اور پھر دوسرا لی یوکا بالکل اسی کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیتا ہے.... میرا خیال ہے کہ بار توش کو میں نے دوسرے لی یوکا کے انتخاب کا موقع ہی نہیں دیا اس لئے ہمیں فی الحال یہی سوچنا چاہئے کہ دنیا لی یوکا کے وجود سے پاک ہو گئی!"

"لیکن شائد ہم اس کے گروہ کے انتقام سے نہ بچ سکیں۔" کرنل ڈکسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہرگز نہیں!" عمران نے مسکرا کر کہا! "اب لی یوکا کے گروہ کا ہر آدمی کم از کم کروڑ پتی تو ضرور ہی ہو جائے گا بس یہ سمجھو کہ گروہ ٹوٹ گیا! لی یوکا کی موجودگی میں ان پر دہشت سوار رہتی تھی اور وہ اس کے غلاموں سے بھی بدتر تھے دہشت کی وجہ یہ تھی کہ لی یوکا کا وجود تاریکی میں ہوتا تھا اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ پچھلے پچیس سال سے اسکا گروہ بغاوت پر آمادہ رہا ہے! اس کی طرف سے آپ لوگ مطمئن رہیں! کوئی لی یوکا کے نام پر آپ کی طرف انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا!"

"لیکن تمہیں یقین کیسے آ گیا تھا کہ بار توش ہی لی یوکا ہے!" کرنل ضرغام نے پوچھا۔

"مجھے اس پر اسی دن شبہ ہو گیا جب وہ مجھے جڑی بوٹیوں کی تلاش میں لے گیا تھا اس کے بعد سے میں مستقل طور پر اس کی ٹوہ میں لگا رہا اور پچھلی رات کو میں نے خود اسے چوکھٹ میں خنجر پیوست کرتے دیکھا تھا۔"

"اوہ" کرنل کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"مگر عمران صاحب! یہ آپ نے اپنی کامیابی کا سہرا انسپکٹر خالد کے سر کیوں ڈال دیا۔" صوفیہ نے پوچھا۔

"یہ ایک لمبی داستان ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا "میں نہیں چاہتا کہ میرا نام اس سلسلہ میں مشہور ہو۔"

"آخر کیوں؟"

"ہاہا! میری ممی ٹھیٹھ مشرقی قسم کی خاتون ہیں اور ڈیڈی سو فی صدی انگریز.... وہ تو بعض اوقات [illegible] گر ممی گاڈے انگریز ہر ٹرائب! یعنی خدا ان کے بال بچوں کو آباد

رکھے.... کبھی کبھی جوتیاں سنبھال لیتی ہیں اور پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خط استوا سے کتنے فاصلے پر ہوں! یقین کیجئے کہ بعض اوقات ایسی حالت میں مجھے بیس کا پہاڑہ بھی یاد نہیں آتا۔"

"لڑکے تم بڑے خطرناک ہو!" کرنل ضرغام مسکرا کر بولا۔ "مگر آخر یہ تمہاری ائیر گن کیا بلا ہے جس نے بارتوش کا ایک بازو توڑ دیا!"

"کیا عرض کروں!" عمران مغموم لہجے میں بولا! "میں اس کم بخت سے عاجز آگیا ہوں اس میں سے کبھی کبھی پوائنٹ ٹوٹو بور کی گولیاں نکل پڑتی ہیں.... ہے ناحماقت!"

۲۱

تین دن بعد اخبارات میں انسپکٹر خالد کی طرف سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں کرنل ضرغام تک چند پر اسرار کاغذات پہنچنے کے حالات سے لے کر موجودہ گرفتاری تک کے واقعات بیان کئے گئے! آخر میں ان کاغذات کی نوعیت پر بحث کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ اگر کرنل ضرغام چینی اور جاپانی زبانوں سے نابلد نہ ہوتا یا اگر وہ کاغذات کسی ایسے آدمی تک لے جائے گئے ہوتے جس کے لئے یہ دونوں زبانیں اجنبی نہ ہوتیں تو لی یوکا کی شخصیت کافی حد تک روشنی میں آگئی ہوتی! ان کاغذات میں ایک چینی سراغرساں کی رپورٹ بھی شامل تھی جو چینی محکمہ سراغرسانی کے ہیڈ کوارٹر کے لئے لکھی گئی تھی! اس رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ موجودہ لی یوکا.... جاپانی نہیں بلکہ زیکوسلواکیہ کا ایک باشندہ ہے! انسپکٹر خالد کے بیان کے مطابق اس چینی کی شخصیت مشتبہ تھی جس سے یہ کاغذات کرنل ضرغام کو ملے تھے اس کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ خود ہی سراغرساں تھا جس نے یہ رپورٹ لکھی تھی یا پھر وہ لی یوکا کا کوئی آدمی تھا جس نے یہ کاغذات اس سراغرساں سے حاصل کر کے لی یوکا تک پہنچانے چاہے تھے۔

انسپکٹر خالد کی رپورٹ میں کسی جگہ بھی عمران کا حوالہ نہیں تھا! لیکن رپورٹ خود عمران ہی نے تیار کی تھی!....

لی یوکا بارتوش نے ہوش میں آنے کے بعد نہ صرف اقرار جرم کر لیا بلکہ یہ بات بھی صاف کر دی کہ اب اس کے بعد اس سلسلہ کا کوئی دوسرا لی یوکا نہ ہوگا!....

اس کے سر کی چوٹ جان لیوا ثابت ہوئی اور وہ اپنے متعلق کچھ اور بتانے سے پہلے ہی مر گیا۔

ختم شد